

نام ناول :  
مہمنت :  
قیمت :  
سن شاعت :  
مطبوعہ :  
ناشر :

دستک  
ابن صفت  
تیس روپیہ  
۱۹۸۶ء  
ببوڈیر آرٹ پرنسپل زندگی دہلی<sup>۲۴۹۳</sup>  
کتاب والا پہاڑی بھوبلدہلی

### ابن صفت



تکمیل کے ساتھ موجہ لمحتوں کے  
لیے اسکے لئے ابتدی صفت کے  
رسانہ حناؤں سے تحریر، حصریات  
کا یک مکمل درجہ کارکنانہ

ایسی بھیاں کہ گری پہنچی نہیں پڑی تھی، کہ ان کم بھیا  
کو تو یاد نہیں تھا کسی سال کی دن بھی مسلسل۔  
تاتر طاری تھا اور وہ اونچھری تھی، جاہاں فن کی لفظی تھی اور وہ چوہ کہ  
پڑی اور کوئی موقع ہوتا تو اس سوڑا بلکہ عضوی ہیں خلیل شرمنے پر وہ یہ لیجا  
پڑنے والی ٹھنڈی ہوا ہیں۔ ان چینہ گھنٹوں کی کوئت دوڑ کرنے لئے قشیں لکھی  
ہو جاتی یعنی اس وقت تو لفظی لے کر کاڑ موتی تھا لکھی تھی، ہاتھ بڑھا  
کر سائیں میں سے فن کا رسیسا راجھا اور بڑی سترم آزادی، ہسپا کہ  
کہ کھیں بکریں لیکن پھر بکھرا کا اٹھیں یونک اکیں بُلی آواز نے  
اسوات ہو بھیکی تھیں۔  
جو یا ناشد و اڑیا یہ وقت اپنی اڑکنداشتہ خواب گاہ میں  
گوارنے لگی تھی، اس وقت بھی بچے کرنے کے بعد سر جی سر جی پلی آئی تھی یوں  
کی سختی نے اس کی صحت کو کچی کچی تدرستاڑ کی تھا۔ ہن پر وہنے علوی  
کی ساضر تھی کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا، سائیکو میشن ہی نہیں  
چلتی تھی کبھی کبھی پہنچ ساکھیوں پر خضر آتا کہ کس نے فون پر بھی یہ سوم  
کرنے کی کوشش نہیں کی تھی کہ وہ کس حال میں ہے۔ میران کا تو قریبی  
پسندیدن سے پتا نہیں تھا کہ کیا ہے، اس دوران میں کی بار اس

"بھی... نہیں، ایسی تکوئی بات نہیں ہے"  
کے ندیٹ سے بھی معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اور ہر سے جیسہ  
لامی ہی کا اخبار پڑا تھا، ہر جا آئے ایسا ہی بھروسہ ہوتا تھا جیسے  
جانا ہے۔

نام ناول: **مہمنت**  
معنی: **قیمت**  
سال انتشار: **۱۹۸۶ء**  
مطبوعہ: **بیوڈیر آرٹ پرنسپلز نئی دہلی**

- ۱ - موتی آیٹ
- ۲ - ددسرائخ
- ۳ - ٹھانوں کاراز
- ۴ - طباطبائی سورج

دستک  
ابن صفت  
تیس روپیہ  
۱۹۸۶ء  
کتاب والا ۲۴۹۲ پہاڑی بھوبلدہ

### ابنے صفت

تک گھکھے جو جھل لمحوں کے  
لیے اسکنے اپنے صفت کے  
زندہ ہنا وہ تحریر، عصمان  
کایک مکمل اور دلچسپ کامنہ

اسی بھیانک گری پسکھی نہیں پڑی تھی کم از کچھا  
کو تو یاد نہیں تھا کسی سال کی دن بھی مسلسل۔ تا اتر طاری تھا اور وہ انگوہ تھی تھی۔ اچاہک فن کی گھنٹی کی اونچے چوپاں  
پڑی اور کوئی موقع ہوتا تو اس سوڑا انگوہ خودوں میں خلی شرنے پر وہ پڑنے  
چلے والی گھنٹی ہوا تھا۔ ان پنچھوں کی کوفت دوڑ کرنے لگنے لگی۔ باختہ بڑھا  
ہو جاتی یا ان اس وقت تو گھنٹی کی کافی موشنی تھا لیکن تھی۔ شہر میں گری کی وجہ سے اب تک کی  
کساد بیل سے فن کا رسیور آنھا اور بڑی مسخر آزادیں ہیں۔ ہیں کہ  
کہ کمیں بند کر دیں سین چڑھلا کا اٹھیں یہی کیونکہ ایک ہی آواز نے  
اموات ہو جیکی تھیں۔

جو دنیا نشہ را تر زیادہ ترقیت اپنی ارکان بیشندہ خواب گاہ میں  
گھوارنے لگی تھی۔ اس وقت بھی پچھے کرنے کے بعد سری ہیں جی آئی تھی یوں  
کی گھنٹی نے اس کی صحت کو کسی قدر متاثر کیا تھا۔ ہن پر وقت بیوی  
کی سطاخ رہتی تھی کسی کام میں دل نہیں لگتا تھا۔ سایکو منشیں بھی نہیں  
جان تھی کبھی کبھی پسخ ساکبیوں پر خدا تاک کی نے فون پر بھی۔ سوم  
کمرتے کی کوشش نہیں کلھی کر دہ کس حال میں پہنچے ہر ان کا تو قریب  
پندرہ دن سے پتا نہیں تھا کہ کیا ہے۔ اس دوران میں کی برا اس  
کے لیے بھی صدمہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اور ہر سے جیش  
لا علی ہی کا افہار بجا تھا۔ بہر حال اسے ایسا ہی سکس سوتا تھا جیسے  
جانا ہے۔

جی... نہیں۔ ایسی توکوئی بات نہیں ہے۔

نیز سوچتھیں آج شام سات بجے والی غلامت سے مردار گروہ

جانا ہے۔



گرینہ ہوئیں کیوں؟ بوٹھے نے تھوڑی درجہ بکار۔  
ہو سکتے ہے اپنے اس شوق کو پورا کرنا چاہتا ہو کہ خود مجھے  
اگر رسیڈنڈ کے کام پاس نہ کر جائے۔

”بال یہ ہو سکتا ہے فقط ناک خیال ہیں ہے۔ بہت ہی جگہ  
آدمی ہے عام لوگوں سے بالکل مختلف...“

جو کیچھ بول پکھو دگر پیدا ہوئیں میں سمجھتے ہیں۔ سوارا مان جو یا لے کے  
ساتھ اُنکو ہوش کے کاٹ دیتا ہے، میں ہی شیران کا حادیہ لیا کا ذمہ  
کلک پکھے چین سانقر آئے لگا اور اس نے بنی سینہ سے کہا کہ ادھیں  
بیٹھ کر گئے میں جلے یہ مرد بھی ہو گیا اور جو لئے تھے مسح کیا کہ  
شہر کا قتل کلک سے بھی بیادہ بڑا جس نظر نے مکاٹے۔

”خاتون، مجھے ہمارا سوس چھڑے بھر جائیں بولا۔“  
”موہیہ شیران کی ایسی کوہنہ منہ پر رحلت کر گئے۔“

”میں... جو یا دیا گئی کے ساتھ میں تھیں تو خود مجھی اپنی اس  
پس اخراج کا کاری پر میر رہ گئی وہ دلوں مخنوں سے چہرہ چھپا اور  
سوارا مان نے غصیدہ یہ میں میرے کہا  
”تھیں اس رسم پر بھی میں ستانی چاہیے تھی۔“  
پھر وہ جو یا کاشان تھک تھک ترستی آیز جعلے ادا کرنے لگا۔  
”مجھے انہوں سے سوارا صاحب۔ میں بہت نوں ہو رہا تھا۔“  
جنگرے کہا۔

”غیر خیر۔ میکن اب کیا کرنے ہے؟“  
”میں کیا عرض کروں جناب۔“  
وہ دونوں اندھیں لگتھکر رہے تھے۔ جو یا دونوں ہاتھوں سے  
چہرہ چھپلے سکیاں تھیں۔  
”لاش کہاں ہے؟“  
”آخر رسم کے لیے جوچ میں پہنچا دی گئی ہے۔ ماٹا کا انتظام تھا۔  
”کوئی پر کون ہے؟“  
”سکریٹری اور تین طاریں۔“

”تو پھر تھیں جانا چاہیے۔ اتفاق سے جیسا پڑھاتا ہوئیں  
اور تھاں پر جو گیا۔ درستی پر شبان میں پڑھی ہے جاہی۔“ سوارا مان پھر  
جو یا کی طرف متوجہ ہو گیا۔ صبر کرو اپنی بیکی۔ اب سب کے علاوہ اور کوئی چاہا  
نہیں۔ میں تھیں تھاںے گھر پر ملپٹوں کا۔“

”اب میں یہاں تھاںے ملے اور کسی کو نہیں جانتی۔ وہ سکیں  
تھیں جوئی بولی۔“

”تما۔۔۔ سلسلے میں مجھے پڑھاں۔ کاپورا پورا اس سے ہے۔ تم  
بالکل بے فکر ہو جو۔۔۔“

بہت سے بچے جو جیسا اور جیونگی تھی اور سوارا ایمان اور گھر کا مختار تھا۔ وہ مسلسل سچے  
 جاری تھیں اگر وس اس سے وہ سروار گھر میں مقیم ہے تو اس کا گھر بھی  
 ہوگا۔ پرتوں میں تو فرم رہا تھا کہ پھر جیسا ہو تو ان کے سر کے ساتھ  
 کی بیوں بھٹکتی تھی، اس کا دل چاہا کہ وہ اس مٹے پرسوار ایمان سے  
 تناول خیال کرے۔ اس نے اُسے کن ان بھیوں سے دیکھا۔ سوارا ایمان کی  
 ۳۵ بھیں ہند تھیں اور وہاں گھری سالائیں ہی رہا تھا۔ جیسا نے اپنے  
 پہنچنے والے ایک کتاب نکال اور اس کی درخواستی اسی رہا تھا اُس وقت بھی شرمناچہ جیسا  
 گواہ۔ پہنچنے والے بونجھا سوتا ہی رہا تھا اُس وقت بھی شرمناچہ جیسا  
 کی دیند تھا کہ اپنے عطا طبقی پیش کس لیے کوکہا جارہا تھا جو یہاں  
 اُس کا شاش پکڑ کر بیٹھا۔  
 ”کیا جیسا؟ دیکھ کر اور دو دش بولا پھر کسی قدس ہوش بھاں ہے  
 پاگل نہیں میں پوچھا جائیں گے کیا کہہ رہی ہو؟“  
 ”پیش کس با جانیزیدہ کرنے کے لیے پھر لگا رہا ہے۔“  
 ”اوہ اچھا شکر ہے۔“ اگر ہر قریب سویا تھا۔ غافل کے دوران  
 میں یہ سہری عادت بن گئی تھی۔  
 چنانستہ اتنے کی بعد بھی سوارا ایمان اس کے ساتھی بنا۔  
 ”شیران تھیں یہیں آیا ہو گا۔ اُس نے پوچھا۔“  
 ”میں نے ہیاں پہنچنے کا تاریخ سے اُسے مطلع نہیں کیا تھا میری  
 عادت ہے کہ میں کہیں پہنچنے پر کسی کو مطلع نہیں کرنے اور میری اسی  
 عادت کو تو نظر رکھتے ہوئے اس نے بھے بھکھا تھا کہ جبکہ اُس پر ہوا کے  
 گزندگی پر میں پہنچ جاؤں اُس نے وہاں کرکے محفوظ کر دیا ہے۔  
 ”بھی ایک بات ہے لیکن میں تھیں بولا راست اس کی تھی؟“  
 تھک پہنچا سکتا ہوں۔“  
 ”اوہ انہیں شکریہ۔“  
 ”کوئی دعاواری نہ ہوگی۔ باہر سہری کی کاڑی موجود ہے۔“  
 ”نہیں۔ میں چاہتی تھیں کہ وہ خود گزندگی ہوں گے اگر بھکھا پس ساتھ  
 لے جائے۔“  
 ”اجھی بات ہے تو پھر میں تھیں گزندگی ہوں گے پہنچا نہیں تھا۔“  
 ”میں شکریہ اپول گی۔“  
 ”اوہ، کوئی بات نہیں۔“  
 ایک اگرلری شیڈ میں پڑی کا باہر موجود تھا۔ باہر دن شفرونے پر شہ  
 کو سلام کے دفعہ دھکتا۔ ان دونوں کے بیٹھ جانے کے بعد جو یہاں سر کیا  
 تھیں میں دکھدیے۔  
 ”گزندگی ہوں گے کی طرف چلے۔“ سوارا ایمان نے شفر سے کہا اور گاہی پر کوت  
 میں آگئی۔ بات گھومیں نہیں آئی۔ سملان تھیں گھر کا تھیں جو کوئی تھا۔

"تم سوارگرد کیوں جاری ہوئے"  
اپنے شور برک پاس جاری ہوں۔  
اوہ کیا نام بھے شور برک شایمیں جاتا ہوں۔  
"سرگی ان"  
اوہ تو تمیں اس بے پارے کوچران ہی بھی ہو جالا تھا۔  
تین شیمان بھی بھوئیں نے تباہے کہ مقامِ اُنک اُس کے  
نام کا تلفظ اپنے بھری میں کرتے ہیں، کیونکہ جانتے ہوئے  
کیوں نہیں، فریاد دس سال سے وہ سوارگرد ہیں تھم میرے  
لکن اُنکے اپنے کیوں آگئے ہوئے چاہے دس سال سے تباہی کی زندگی  
گزارتا رہتے۔  
تین بھوئیں آنا چاہتی تھی میں چاہتی تھی کہ وہ فرانس ہی  
میں قیام کسے۔  
یہ کن لے ہوا سے ملک ہے جنت ہے، اس نے سوارگرد  
میں بہت سے نیکی کام کیے ہیں، مقامِ اُنک اُسے بہت پسند کرتے  
ہیں اس کی لذت کرتے ہیں اور وہ بھی سوارگرد ہی ایک اُمّت خصیت  
نے گیا ہے۔  
جو یہ کیا سارے بڑش و خوش پر اس پہنچی، تو وہ گھن نہیں  
علوم ہوتا پہنچنیں کون ہے؟ "چون" کوہ عزیز یہ کا کوئی شکوہ  
سمجھی تھی لیکن اس کی روشنی کی غنچوں ایک بار پھر اس کے ذمہ کو  
ادھر اور حلقہ پھر کر دیا لیکن وہ بروئے کے ساتھ میں نہ  
بٹوچہ گھوٹی بھی نہیں رکھ سکتی تھی۔  
جسی دل امان کئے ہیں، تم اپنے شور برے سے میرا ذکر کرنا وہ بچے  
بچچان جائے گا:  
"ضور کوں کی"  
چکھے دن میں نے سنا تھا کہ وہ کچھ میل بھے میں عیادت کو  
نہیں جاسکا پہلی فرضت میں اؤں گا؟  
"بہت بہت شرخ" جولیا سکر کی بولوں میزان ایسی ہے۔  
تم بھی بیرون رہ جاؤ، واپس مت جانا؟  
"حالت پر منصربے"  
سوارگرد ہوئیں پہنچے کا میں اسے چھپا موسٹر لینڈ کا بھول  
میرا شور برکی اُس کی تعریفیں لکھتا رہا ہے۔  
"شیمان کا خیال ہے کہ مشرق سکون کا گھر ہے۔"  
اپ دیکھوں گی تو عالم ہمچکا ہے۔  
وفقاً چہارے کے یہ اُن کرنے کا اعلان ہوا اور حافظہ پڑھا  
کس سینک درخواست کی تھی۔ مکتوبی دوسرہ خاصی بندی پر پہنچا اُنکے



زخمی

کو

بینہا

چاہیے

"اڑے

د کوئی

خاصل

بات

خوبیں

بڑے

ہم

مطلب

ہے

کہ

کوئی

ہمیں

کہے

گیا

کہے

"ہم خود دیکھیں گے" جو جیسا کہ "تحبیں آرام کرنا چاہیے" توہن کس وقت آؤں؟

"شتر" مادام تھے دوپن سے نسل کیا۔ ایک گفتگو بعد، تم میرے لیے بہت تکلیف آئی اور ہے ہر میں غرمنہ پہن؟

"ایسی کوئی بات نہیں، اچھا خدا حافظہ" "تم کہتی ہو، اربنا مرد فوجی ہے، آخر کسی چھوٹی عرب میں لوگ رہیا تو کہیے جائے میں:

سلسلہ مقتضی بھونے کی اواز سن کر جو جیسا کہ بھی میں دیکھ دیا ہے،

رکھ دیا گئیں میں واپس آگر اس نے سیر پر جائے کہ کتنی عجیب بات ہے کہیں کوئی بھی اس کا تھا انہیں رہی۔ اس کی شناساں کو اس کی متولی اخراج نہیں دی جیسی کہیں بھیں، آئے تھے کہ اب کیا چکا کیا دیکھ وصیت نام کے کر کے آئے گا اور بیباش اُری رسوم کے لیے اپنالے سے الی جائے گی تو کیا ہو گا، کہے کیا اپنے پاس کارڈ جبکہ اس کی شادی تھی جائے اور اگر میرے بھوٹ ان کی متولی اخراج کی کوئی کمی نہیں تو اس کی شادی تھی جائے اور جو اخراج دے دی تھی تھی:

کیا گرینڈ ہوٹل کے پیغمبرے خصوصی تعلقات تھے؟

میں نہیں جانتی ملام اغوفی نے بھاوس کی وجہ سے بھیں تھاں تھیں:

"بہترے مادام، مثلاً کے طور پر ایک محتاج خانے ہی کوئے

لیج ہمارے ہیں سکرانی طور پر ایسا کوئی اوارہ نہیں ہے جیسا بھی اسے اور حذر دلوگوں کی دیکھی جا ہے، میں دیکھ دیں اپنے اخراجات سے

ایک ایسا اخراج خاذ قائم کیا کہ اور جمال کے فخر لوگوں کو مشعر دیا تھا کہ وہ اجتماعی طور پر ملکہ بھیں لیے اور اسے قائم کرنے کیوشیں کریں۔

کیا ہڈوری ہے کو حوصلت ہی سبک کرنے پڑے؟

"اچھا، اور ایسا شخص گنایی میں مرگی، اس کے شنا اسون

تک کہ اس کی متولی اخراج ہوئی کہیں عجیب بات ہے۔

میرا کچھ بھوٹی، اس کے پڑے پر اسی تاثر خابی سے کہا چاہتی ہو کر آئے گی اس سے رجوت ہے۔

★

گرینڈ ہوٹل کے بھوٹ کو اپنی قیام گاہ سے ہوٹل تک پہنچنے کے لیے

تین فلانگ اور دریان اسراست کرنا پڑتا تھا، راستہ دشوار اور تھا اس

یہی چیز کی دغداری بادی تین بھیں آئی کشیں کی موت کی اخراج

جیسی ایک بات بھکھنے نہیں آئی میں میں ملکہ ملکہ کو مطلع کر دیا ہے اور جمال کے بازوں پر جنمیں میں اس کے شنا اس کو نہیں میں اس کی مزمان پر کی اور وہ

سو تارہ اسی تھا، لیکن کوچھ تسری تھا کہ کشیں کی دشمن اسی تھا، کہ کسی کے سر خانے میں بھی رہی۔

"میں اس کے اسے میں کیا بناوں سروارا مان، میں کچھ بھی تو

نہیں جانتی:

"میں خود دیکھیں گے" جو جیسا کہ "تحبیں آرام کرنا چاہیے" توہن کے دوپن سے اپنے اپنے

"کنام تباخا تھام نے" جو جیسا کہ سیر پر جائے پر جائے

"طارق" "تم کہتی ہو، اربنا مرد فوجی ہے، آخر کسی چھوٹی عرب میں لوگ

رہیا تو کہیے جائے میں:

کچھ مقتضی بھونے کی اواز سن کر جو جیسا کہ بھی میں دیکھ دیا ہے،

رکھ دیا گئیں میں واپس آگر اس نے سیر پر جائے کہ کتنی عجیب بات ہے کہیں کوئی بھی اس کا تھا انہیں رہی۔

دنیت وہ شخص بھی میں داخل ہو جائیں کامن میں میں سے جاگا

بتایا تھا، آپ کی کال ہے مادام، اس نے بڑے ادب سے جو جیسا کو اخراج دی۔

"میری کال" جو جیسا تھے کہتے ہے کہا۔

"مجھ پر سارے اس کے ساتھیں میں بڑے اس کے ساتھیں تھے اور سچا کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے اور بچپن ہی سے مجھے اصول پر کی ایسیتے

سمجھاتے تھے:

"میں کچھی، طلاق ہو گا، وہی کام کا تھا ہمیں پریس کی ایسیں

میں کچھی، سارے اس کے ساتھیں تھے، اسی کے ساتھیں تھے اسی کے ساتھیں تھے،

میں کچھی، سارے اس کے ساتھیں تھے، اسی کے ساتھیں تھے،

میں کچھی، سارے اس کے ساتھیں تھے، اسی کے ساتھیں تھے،

میں کچھی، سارے اس کے ساتھیں تھے، اسی کے ساتھیں تھے،

"بڑی بھیب بات ہے حالانکہ جارا افادہ اس سے اتفاق ہے" میں مطلب ہے کہ میرا جو اس کی حفاظت ہے کہ تم میں سے کوئی تی

کا تذکرہ کیسے نہیں کرے گا؟" "وہ اس کے ساتھیں تھے اور تم میں سے کسی نہیں

ان کے تذکرہ کو کلکھیں نہیں پہنچائیں، انھیں آدمیوں کو پرکھنا آنا تھا تو فحیضتی ہوتے تھے۔

"میں تو اپنی بڑی بھیب میں پہنچی ہوں، اب میری دیکھوک ان

حالات کی تباہی میں آتی غصہ نہیں ہو سکی ہوں، میں کچھی ہوں چاہیے"

"درست ہے وہ سربراہ کا لہلہ، ہر جا میں سربراہ میں کچھی ہوں چاہیے"

نامے میں اس کے پہنچنے کے روشنی میں دیکھا کر دیکھوک ان کے دیکھتے

"پہنچنے کے مغل جمال کو کچھی سکتے تھے، جاگ گئے جو جیسا تھے

تینوں کے باسے میں بتا، "جتنا کچھی تھا تو فحیضتی کو پڑھ لیتے تھے" وہ دوپن میں پہنچنے کا اور جمال کو اس کے شناختے پڑھتے تھے،

"وہ بڑی بھکھیں دالا سجادہ سے جو جاپ کو بھاگ پہنچایا ہے

جس کا ایک کامن پوٹا ہے، مگل سربراہ اور وہ جو جنی ہے طلاق

ہے، تینوں سا بیت فوجی اور بہت دیکھیں، بیٹھے نہیں ہیں، تینوں روانی سے انگلش بول سکتے ہیں، اس سے زیادہ میں ان کے باسے

سکرپٹری کے فرانش سے بخوبی واقف ہوں، کسی کی مازمت میں ہوں یا نہیں، اس کے رازیم سے ساختہ قبری میں جائیں گے، میرے والدین سے جو جنی ہے جو اصول پر کی ایسیتے

سمجھاتے تھے:

"یعنی کچھی مادام میں سربراہ میں پہنچنے کے دشمن اسی کے کچھی تھے،

میں کچھی، طلاق ہو گا، وہی کام کا تھا ہمیں پریس کی ایسیں

میں کچھی، سارے اس کے ساتھیں تھے، اسی کے ساتھیں تھے،

"اد ہو تو قم بیت بتا دو" "میں کچھی تھے، اس کے ساتھیں تھے،

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"وہ اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"اوہ... اچھا تو میرا کل اس طرف چلے" "میرے دیکھتے تھے، اس کے ساتھیں تھے، اس کے ساتھیں تھے" "ارے کوئی خاص بات نہیں ہے، میں سے کوئی تی شاید تھے" "شاید تھے کیسے نہیں کہ جو جیسا تھا

"ستو یہ شاری بھجو انہوں ہوئی تھی، ایک شام ہم دونوں ساتھ قہ میں نے سبب زیادہ بولی تھی پر کچھ نشہ جوگی تھا، اس نے یہی اس کی نیت سے فائدہ مانی تھی، بعدہ جو شوٹ نہیں نہیں نہ اس کا گیل پکڑ لیا اسے کورٹ میں جا کر شادی کرنی پڑی۔ ہمارے درمیان بخت نام کی کوئی تجھے کچھ نہیں دیتی تھی:

وہ شنگ نہ میں داخل ہوئے جہا، ایک کوئی پہنچ ہی سے موجود تھا اپنی دیکھ کر کھل گئی، خاصتاً نماز اور حوش شکل اور تھاں چھوئے پر جانی ہوئی تھا، اس کی نظر میں جوکس کی جائی تھی، دعا اسے حیرت سے دیکھی تھی "تم کون ہو اور چلو میرے ساتھ میں تھیں میں کوئی نہیں ہوں" میں عالمان ہوں اور سہاں انتظار کر ہاں توں"

"کیوں؟"  
"پہ... پہ... پہ پہ" وہ حرف پھکلتا رہا۔  
"پہ پہ کیا ہے؟"  
"پورا شرث" وہ جھکتے کے ساتھ بولا۔  
"لیکن پورا شرث؟"  
"ابنی پورا شرث بننا چاہتا ہوں"  
"میں پورا فرشت نہیں ہوں تھیں ہاں کس نے بھی دیا"  
"بھی کوئی گئے" وہ احتساب ادازہ بولا۔  
"میں کیا کہ رہے ہو؟"  
"ایک ہنس پسے موسیو شیمان نے مشورہ دیا تھا کہ تم پورا شرث بناؤں" صفا ہائکے ہوڑہ  
"میں براہو جاؤں گا اگر تم نے میری پورا شرث نہ بنائی"  
"کیا طلب؟"  
"تیس تیس ہزار کی شرط ہو گئی تھی"  
"بھکر گھر میں نہیں آتا کہ تم کیا کہ رہے ہو؟"  
"دہلی میں سبقت یا اس اور اگر کبھی پورا شرث نہیں بنائی تو جس سے پورا شرث بناؤں اب بھاٹ پڑے ہوں گے"  
"کیا آئتے ذی حشیت پہکار شرط اڑ جائے پر تیس ہزار کی ادائیگی کیا تو جس سے کہا پڑے گا کچھ جو ہوئی"  
"کافی ہے وہی پہنچے اور بپسے کہا پڑے گا کچھ جو ہوئی"  
"قچھ جاؤ ابھی گاہی ہیج دو"  
"بہت اچھا عمران نے حادث من ادازہ میں سکرچش شے کر کیا اور نکاحی کے روانہ کے طرف بڑھا۔  
روزانہ سبب ادازہ میں بھکری طرف دیکھا اور پھر اپنے آپ کیوں

"کس کوچھ کی بات کر دی ہو؟"  
"گزین کاچھ کی؟"  
"اوه، میرے خدا، تو تم روزا پاکر ہو، میں نے تھارے بابے میں سبب تھے تم بہت اچھی اکٹھت ہو۔"  
"میکس سٹل پر تھے، پہنچ پاکر تھی اور اس کی بیوی ہوں تھے"  
"کب ہوں تھی شادی؟"  
"میں ماہ پسے کی بات ہے"  
"یکن یہاں شادی کی کوئی اس کا علم نہیں ہے"  
"کاڑی اس اکثر کروادر چلو میرے ساتھ میں تھیں میں کوئی نہیں کر دیں گی"

"اب تو جانی پڑے گا" میکس کا کہا جلا، "تجاری تین پینٹوں میں کی کی کی جو ہے ہیں لیکن مجھے تھا راجبت پسند نہیں ہے بہت بکار کرتا ہے"

"وہ میرا بہت نہیں بلکہ دست ہے۔ میری جو بیٹھنگ فروخت ہوئی میں ان کی آدمی اسی کے لیے دوقت کو دیکھتی تھی، میں اس طرح اپنی تصاویر نہیں پیشیں، اس کی مدد کیا مقصود تھا۔"  
"بیخ کر کے بولو، اس نے اگر اسٹارٹ کے گاہی بائیں طلب مروڑی تھی، اگر کاٹیں کاٹا ستبلنے کی ہڑوت نہیں تھی، میں چار منٹ بعد گاڑی گزین کاٹیں کے ساتھ جائزی۔  
میں تھیں ابھی شادی کے کاغذات دکھاؤں گی" دوڑا نے حسپ سے اگر تے بیٹھے لہا۔ شکریہ اتر گیا اور اس کے ساتھ کرامہ کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔  
"آنکر اس شادی پر رضا من کیسے جو گئی تھیں، وہ خاص تھے اکڈی ہے اور تھے حصہ جو ہو جو ہوں" تھیں اس سے کیا کہ رہے ہو؟  
"عماں چاہا ہوں، میرا خیال ہے کہ اس کی تدبیں شام تک میں جائیں گے" تھیں اس سے کیا کہ رہے ہو؟  
"لیکن میں شرکت نہ کر سکوں گی"  
"کیوں؟"  
"دوڑا میں سے کاٹا ہے، اس کے پاس ایسے کا قفات ہیں لگے جو میرے کا غذات کی تاریخوں سے پہلے کی تاریخیں ہائے ہوں گے پھر کیا ہوگی میری حشیت، میری شادی ناقلوں ناچاڑوں کا تھا جائے گی۔  
"نہیں ہیں، اس حد تک ابھی تو ہیں، برواشت نہیں کر سکتی"۔  
"سوال تو یہ ہے کہ تم نے اس شادی کوچھ پسلے کیوں رکھا تھا اس کے ساتھ کچھ کی نظر تھیں بھی نہیں دکھائی دیں"۔

جن کا جواب اس کے طارہ اور لیکا ہو سکتا تھا اس بچا ہے میں سمجھتے ہے

"لیکن میں اپاکاں ہیں مولیں میں اور تھیں مکھوڑا وغیرہ میا پڑیں گا اس نے کتابخانہ پر تھیں آگی تھا کہ وہ سوئی صد فٹے میں تھی۔"  
"تم کی طلاق تھی میں جلا ہو مرد شیراز نے بذات خود ان کے لیے کوئی خصوص کرنا ہے؟"  
"میں شدید نہیں رکھتی"۔  
"اس سے یادی پڑے گا؟"  
"تمہارے ذرا بھول کشیں گے"۔  
"میرے پاس شرخی ان کی تحریر ہو گئے اور تھا اسی اصطلاح کے لیے عرض کے کوہ تہباں تھے جو ہمیں پہنچیں تھے، اس کے ساتھ بیان کا ایک بہت معزز آدمی سرواراں میں بھی تھا اس کے لیے عرض پٹھکیاں کھاتا ہیں وہیں کوئی نہیں تھیں اس کے ساتھ بیان کا اسارت کو کہی تھی جیس اور جیکے اس اس اس وقت تھی نہیں میں ہو، اس سے زیادہ شاستری اس اس سے زیادہ ملبوہ تھی۔  
"میری سیکھیں نہیں جو کہ کہنا چاہی تھی، تھاری دو مشن، ہمچنان کہ تھیں"۔  
"جھیل گاہ کوہ کہیں" وہ کہے۔  
"ظفرناک سرکت تھی"۔  
"میں تھیں وہ نہ دہ کرنا چاہتی تھی، تھاری دو مشن، ہمچنان کہ تھیں"۔  
"لیکن میرا خیال ہے کہ پہنچنے کی طرح میں اس ملاقات تھیں ہوئی"۔  
"نہ پڑتی ہوگی، دیے قابل دستی کے فلکو ہو گے"۔  
"محمر مار، محمر میں یہ تکلفی کا عادی نہیں ہوں" شہرخ نے کی قدر رش بھی میں کہا۔  
"اس کے باوجود کہی تھیں میں کہنا پڑے گا"۔  
"اٹھنگیں ہیں"۔  
"یہ میں سترشیان کہاں سے نکالا ہی ہے میں غیر شادی شفعت"۔  
"اوه، وہ اسے کیا ہے؟"  
"چھپلی نات فلن پر میں بھی تھی جس نے تھیں بور کیا تھا"۔  
"اور شرث بھی میں تھیں"۔  
"میری شرافت کا نتھا، میں اپنی طرح جاتی تھیں میں کہیں"۔  
"کالا قاتا میں خود کو ہاں میں کہیں کہیں"۔  
"تمہارا بارستے میری حرکت کے جاری ہو، یہ کس طرح تھی وہ شیراز پر کھکھل کے ڈیکھنے سے بیچ پہنچا ہاں۔  
"میرا لکھا ہوا تو تم کے کیوں پوچھتا ہیں"۔  
سب کچھ تھارے ملم میں لاؤں گی۔

حقیقت معلوم کرنا چاہتی ہوں؟ اس نے اس کے برابر بینجے

اگر تم شیران کی تحریر میرے حوالے کر دو تو بات بن سکتی ہے۔  
اگر اس کے دلکش کے پاس سے بھی کچھ کاغذات برآمد ہو گئے تو  
کیا ہو گا؟“

“کیسے افادات...؟“  
“خالی کے درپر کوئی دوست نام جس میں یعنی ماتحت کافر رہو  
تسبیح کچھ نہیں ہے کہا گا۔“ وہ مایوس سے بولی۔  
“اچ اس کی تدفین کے بعد ہمی خالی کی ماتحت میں ماتحت سے  
ٹاکات کرے۔“

“میں کیا کروں؟“ وہ اپنے ملٹے پڑھے بولی۔  
خالی اخترکارہ۔ بدنامی سے بھی ہو گئی اور کوئی ہتھ را دی

تمہاری پسند بن سکتا ہے۔  
“میں بالآخر بے دوقوف نہیں گئی۔“

“ایسے نہ آجھ صادِ نندگی میں آتے ہیں رہتے ہیں۔ آدمی کو ہتھ  
نہیں پا رہا چاہیے۔“

“شورے کھائکریہ؟ وہ تحقیق بھیں بولی۔ اتنی مغلب ہی بھی گئی  
ہے۔ خدا نہ گھنیں تکلیف دی جاتا چاہو جو کھا ہے۔“

“اب اسی بھی کیا بے مرقد۔ کم از کم کافی ہی پڑا دو۔“  
“اوه... بہاں میں کافی کے لیے کہاں کافی تھی۔ میں بھی اسی ہو گے۔“

کچھ دیر غماش رہی پھر تسبیح اور آہستہ سے کہا۔ تم بھی خالہ ناد  
نلاض ہو گئیں۔ میں اس کے بعد ہمیں میں سے تو نہیں ہوں۔“

“مجھے افسوس ہے کہ میرا بڑی نامناسب حق۔  
کوئی بات نہیں۔ تم پرستان ہو۔ میں شیران کی حمری تلاش

کر کے تھک پیچا دوں گا۔ فکر ہو۔“  
وہ کچھ نہیں بولی۔ یک بوہمنا کافی کے لیے آیا تھا۔ کافی نوشی کے

دوستان بھی خاموشی ہی رہی۔ میں بھی اسی دیر میں اس سے خاصا تاثر ہو گا۔  
اور اسے تو قیمتی کار آئندہ بھی طلاقیں ہوئیں گی۔ ابھی تو وہ شیران

کی تحریری اس کے پیچے گا۔ رونما ہی دل کش تھی۔ خصوصیت سے  
معقول ہو گئے۔ اس طرح اس کی شخصیت ہی بد کردہ جاتی تھی۔ حسن

میں اضافہ ہو جاتا تھا اور وہ آرائش نہیں بلکہ خود ہی ارتھ کا ایک  
عقلاءں نو نو مسلم ہے لگن تھی۔ کافی میں کے بعد، میں بھی دلہیزی میں

کا دعہ کر کے تھمت ہو گیا۔ وہ تھوڑی دیر تک میں میں درست بیٹھی  
رہی پھر اٹھی اور فون پر کسی نے تسبیح اور اس کے لیے بھی۔ درستی طرف سے  
جب اپنے پر بولی۔“ خان دادر سے کہو کر بڑا ہے۔“

وہ کچھ دیر انتظار کرتی رہی۔  
“میلو...“ درستی طرف سے اواز آئی۔

خصوصیں کیا تھا؟“  
“خیر ہے۔ جو یقیناً اس سلطے میں اس کی تحریری پھر تک سنبھی  
تھی وہ خود تینیں اسکا تھا۔ ایکین مجھے بادی نہیں کہیں نے اسے ضائع کر دیا  
خایا۔ اب بھی بیڑی کی دیاز میں پڑی ہو گی۔“

“وہے صدروری ہے۔“  
“لکھن کی راقمی تھیں علم پیش کر کر وہ شادی شدہ تھا۔“  
“کیسے علم پوتا جبکہ ہرگز شادی شدہ نہیں تھا۔“

۱۷ اس کے سخت کے بیٹھے بوگ شہزاد دیں گے کروہ ان  
سے سیسی ماتحت کا تینیں کرتا ہے تھا۔“

“بیس جانتی ہوں۔“  
“پھر کسی طرح اپنا تھا جتنا سوکھ۔ قانون کی گرفت میں آجھا  
گی کہ دیدہ و داشتہ پہنچی بیوی کی موجودگی میں تم نے اس سے شاذی کی۔“

“لیسی ماتحت کا کوئی دیجوں نہیں تھا۔ اس پلیسی ماتحت کے  
دروپے پڑتے تھے۔“

“میں نہیں کہھا۔“  
“جب میں نے اس کا گیرا بان پکڑا۔ سوسائٹی میں ذیل  
کر دینے کی... وہی دی تھی تو اس نے کہا تھا کہ وہ اپنی قابلیت کا  
کا ازالہ مجھے تھا۔ اس کے کر سکتا ہے۔ میں نے اسی تھیں کا عالم  
دیا تو اس نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کر دیا۔ داصل اس نام کی  
کہیں یاں لڑکی تھی جسے وہ چاہتا تھا۔ ایک حادثے میں اس کی موت  
وائے پڑی۔ شیران اسے آتھا پہنچا کا اس کے لیے اس کی اپنکے  
موت اس نے فیاضی میں کا سبب بن گی۔“

“فلکا پان...“ میخی طبل سانس کے کرولو۔“ بُت تھیں شادی  
کے بعد میں اس کی کوئی ہیں منقص بُر جانا چاہیے تھا۔“

“اُس نے میری خشamlو کی تھی کہ میں میں چار ماہ انتظار کر دیں...“  
اس دو دن میں آئندہ تھیں ماتحت سے پورے ہوئے۔ اس کا اپنالہ کر تاہم  
اوپر کر کی دن اپنکے اعلان کرو گئے اس نے میں بیٹھنے کا طلاق نام  
پھوادیا۔ اس طرح اس کی پوری شان بھی صاف ہو جائے گی اور مجھے سے  
شادی کے اعلان کے بعد، دونوں ساتھ رہنا شروع کر دیں گے۔“

“بُری بیبی کہانی ہے۔“ میخی محیر ادا نامزد، یہیں جھپکاتے  
ہو گئے بولنا۔ میکن اس نے پیسی اس سیخ پر مل نہیں کیا تھا۔ یعنی تین ماہ  
گزر جانے کے بعد وہی میں ماتحت کی پوری شان میں کوئی ذمہ نہیں کیا تھا  
اور طلاق نام۔“ میکنے کی بیلے خود اسے ملوا گی۔“

“بُری بیبی کہانی ہے۔“ میکنے کی بیلے خود اسے ملوا گی۔“

“میں کس طرح مدد کر سکتا ہوں۔“

“وہ تحریر میرے حوالے کر دیں جس کی بنا پر میں شیران کے لیے کہہ

سوٹ بیرس سے فڑاں کیاں ہو کر کتے ہیں اور ٹویلٹ پر سوٹین  
سے بڑا راست اپنورث ہوتا ہے ہمارے ہیاں۔“

“اچھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ میں خان دادر سے پوری تھا ہوں۔“

14

تھیں کہ اور اٹھ کر میں شیل فن دال میز کے قریب آیا۔ شیران، روزاکی طرف  
دیکھ کر اس طرف مکار نے لگائی تھیں بھی کوڑا کا دل و قونکھ تھا۔“  
وہ بھی اسے بھکھ کر مکار میں بیسیں کیا تھا۔“ میکنے کا تھا۔ اچھا جاگیا یہی  
قیامت اتوڑ ہو۔ دنونے اسے محسوس کر دیا۔ بالکل اسی بھوکی جمالی کوکے  
سے انداز میں شرمایا تھا۔ توہنی تھیں کیوں پرانگی کرنے کا تھا۔  
جلدی ریڈی کر پڑا۔ پر کوئی دیکھا۔ آگے اور شیران کو گور تا جزوی لولہ یہ  
ٹھیک کہہ سکتے ہیں۔ خان دادر سے شرط ہوئی تھی اور دو کہہ رہا تھا کہ  
ابنی بات پر قائم ہوں۔“

“ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ۔“ کل کی وقت آنا میں ہیں میں ملوں نے  
عذر لئے۔ شیران سے کہا۔“

“مشہد“ شیران نے اسے کہا۔“ شیران کے کپا اداس طرح اکٹار مجاہی جیسے خدا شکر کے  
اچانک پھر دیکھا۔“

دوفن نے سخت تھے لگائے تھے۔  
پانہیں کس قسم کا آدمی ہے۔“ روزانے کیا خان دادر سے کہہ  
بات ہوتی تھی۔“

“اُس نے کہا تھا۔ شیران کے کسی دوست کا رکا ہے ذی ہیئت  
پر تباہ تھا۔“

“سجادہ پارہ۔“ شیران پر تھا۔“ کیوں اپنا اور دوسروں کا وقت  
برہاد کہنے ہے؟“

“تمہارے کہنے سے تو نہیں جاؤں گا۔“ شیران نے خیسے پھے  
پڑھکی۔“

“اچھا جاؤ۔“ پھر میں مدت آناؤ۔ دنذاہن کر لو۔“ شیران ایک بار  
پھر سجادہ میں بیاں اس پیٹا میں تھی کہ تھیں اپنا سہر و خوار۔

لیکن اس سے کیا کہا۔“ کہا۔“ شیران کے ملٹے تھا۔“ کیا ہمارے کی جارت  
ہیں نہیں کہ شوکس سے توہنی تھیں جیسے جاری خود کوئی مالداری لگا  
کرتا رہتا تھا۔“

“ٹھیک ہے۔“ وہ اٹھ کر بیوی بولی۔“ میں اپنے کافیں نہیں تھیں  
وہ سنگ دوم سے ملائی اور تھیجھا سوتا۔“ اکابر نہیں اس کے لیے کیا  
کر سکے گا۔“ اور شیران سے اس کے قوتی تعلقات تھے تو اسے اس کا علم  
راہ ہو گا۔“ پھر اس نے اسے شادی کرنے کیلئے بھوکی جمالی کا اپنے  
ذمہ بسکے مطابق یہ شادی سے قافونی ہی تھی تھی۔ وہ انجمنا تھا  
اور تھوڑی کی درد داہیں۔“ اکابر نہیں اسے شادی کرنے کے لیے کیا  
ہو گئی تھیں۔“ میکنے کی بیلے خود اسے ملوا گی۔“

“میں کس طرح مدد کر سکتا ہوں۔“

“وہ تحریر میرے حوالے کر دیں جس کی بنا پر میں شیران کے لیے کہہ

سوٹ بیرس سے فڑاں کیاں ہو کر کتے ہیں اور ٹویلٹ پر سوٹین  
سے بڑا راست اپنورث ہوتا ہے ہمارے ہیاں۔“

“اچھی تصدیق ہو جاتی ہے۔ میں خان دادر سے پوری تھا ہوں۔“



فان داونہیاں اسیں سے اُن کو کچھ نہیں پڑھا اور تو گل کی  
گذئی اخبار کو دو بارہ گل کی بیٹی جایا۔ اُن پرستے ہی اس شہنشاہی  
بدلتے ہیں گل کی جعلی کے ساتھ کچھ بھی دو دو دلکش کوئی نہیں  
فرم لکھنیں آتا تھا۔

★

جو گل اپنے قوم و اپنی املاجت میں بیٹی کی میکن یہ املاجت اس نتھیں  
بنتی تھیں تھیں اسیں سے اُن کو بند کا بچھی برآمد ہوتا تو اسے  
ذرا بھی بخوبی پہنچنے سے مبتدا صاف خدا، عالم کا۔ اچھا کہ اس سے  
لکھنوار جاننا تھا اور یہ کم مہمان گویا گل کی میکن دیجئے جائے اُنکی ۲۱۰۰ سے  
بھری تھوڑی بھری کوئی کمیں ہماری اس نے بخگار نہ پہنچا۔ اس  
اوی کوئن تھا جسے دھکیاں دیتے ہوئے تھا۔  
وکم تم ترتیب کی ادا نہیں کا ختم، اُس نے میرا بکھر کی  
”لکھن تھا،“ اُس نے اُن گھوٹتے ہوئے بچھا۔  
”کون مادام؟“  
”وہ جو گل دم حفظت کے درمیان اُنکو رکھا گیا تھا۔“  
”اسے دم مادام“ سیرا شکر کوئی ”وہ یہکے سارے سلا  
سادی ہے اور قدرے بے قوف بھی ہے۔ مویہ شہزادی اُسے پہن  
کر تھے۔

”یک جب وہ اُنکا ذوق فہمی علم ہوتا تھا۔“

”جی یاں ملام! اُسے شلیمان داون پر قصہ گل کیا تھا۔“

”خان داون کوئن ہے؟“

”تہباں کا کمی محظی اُنکی اس کی شہرت اپنی بیٹی سے۔  
اُن خان داون کو اس کارویتی نامناسب گل کیا تو وہ احمد سے چار اضطرور کی  
املاجت میں پڑے گا۔“

”دیکھ کر گا؟“

”اُس سے وقوف اُدی کو قتل بھی کیا جاسکتا ہے۔“

”اوه... تو کیا خان اسیا اُسی سے۔“

”سائے اُس کی بھنی آدمیوں کے قتل کا الزمہ ہے میں پر لیں  
کر کجھی سی کھلافت کوئی واقع ثبوت نہیں مل سکا۔“

”وہبے وقوف اُنکے بکون؟“

”ملی ٹیڑاں نام ہے۔ دار الحکومت سے ایسا ہے کی بہت بالدار  
حرارتے سے تعلق رکھتا ہے۔“

”شیراں سے کب سے ملاقات تھی؟“

”بھنی کوئی پچھے تین ماہ سے شیراں اُس کی بھیت ہیں بہت  
دوش دختر رہتے تھے۔“

”اُن میں نے دیکھا تھا۔ اُس افسوس میں سے سادہ کاغذ کے  
چار اداں پر بند ہوتے تھے۔“

”ایں تو پھر کچھ لیجئے۔“

”لاؤ کیا ہے؟“ خان داون نے فضول ہاتھ اندازیں کھلے۔  
”اُنکے باختہ سے لفاذ اور دوسرے باختہ سے معاوضہ“ اُس سے  
نہ فٹک پہنچیں کہا۔

”میں پوری رقم لایا ہوں۔“ خان داون نے کھٹکی ایسا ہے جسے  
کوئی سب سے پہنچتے ہے۔“

”فکلے میں نے لفاذ لایا ہوں۔“ یہ کہہ کر وہ اندر چل گیا۔

خان داون اور گل کی میکن کے پہنچے طلب کی  
ہمیں تھیں اور انکوں سے اُنکی اس کی پہنچے طلب کی  
تھا جسے اس شخص پر اعتماد ہو۔

”دیکھ کر یہی کیا سے براہم بُراؤ اُس کے باختہ میں دیکھاں یا یہکے  
انداز تھا۔ بیسا تھوڑی دریں بُراؤ کیکل کی تھیں میں دیکھ کر تھا۔“

”اُس نے باختہ اُنکے بھادیا۔“

”بیس خان...“ جتنی سر لکڑا بُراؤ۔ ”پیٹے معاوضہ...“

”مجھے اپنا ایمان تو کر لیجئے دو۔“ خان داون بھنڈا کر بُراؤ۔“

”مفت پسل دیکھوں گا۔“

”ہیکی ہے دیکھوں گا۔“ اُس نے لفاذ کو دونوں ہاتھوں سے  
پھر کر خان داون کے ہمراہ کے سامنے کرتے ہوئے چکا۔

”تھیک ہے۔“ خان داون نے جیب سے نوچوں کی ایک گل کی  
نکال کر اُس کی اٹھ پڑھا۔

”اُس نے گل کی جھپٹ کر لفاذ خان داون کے پا ہاتھیں بھاگ دیا۔“

خان داون نے لفڑی کو یہکے بارہ بُراؤ سے دیکھا اور اپنی گل کی کڑی کی طرف  
بُرھ گیا۔

”انہے بھی یاد رکھیں گا۔“ جنپی باختہ مار کر۔

خان داون سر کو پیش دی اور گل کی میکن میں بیٹھ کر اسیں اشارہ  
کر دیا۔ اُنکی اب بھنی کی میکن کے دروناے ہی پر ہٹا لھا اور شاید اس

کے فرشتوں کوچی علم ہیں تھا کہ خان داون اپنے گل کی کڑی خان داون  
کا دامناہا تھا۔ اسی سے برآئی جا جس میں سائیلنسر کامپنی اپنے

تھا۔ پھر پہنچ کی تال اُنی تیری سے اپنی کڑی اُدی کوہ سبھیں  
بھی نہ سکا۔ لیکن اُس اُدا نوئی اور وہ لفڑا تھا جو اُنکی دلی سے جال کا

اُس کا دامناہا تھا۔ اسی مقام پر خاکہ اُنکیں علوی سے اُن پریسی  
تھیں۔ نوچوں کی لگنکی اُس کی کرفت نے نکل کر دو جا پڑی تھی۔ پھر

دیکھنے کے خواستے پر خاکہ اُنکا تھا جو اسی تھریخ پر بنی گا۔

”بسا اوتاں اُنم خوش فہمیں میں بھی بتا رہتے ہیں۔“ کیا اور  
تھے دیکھ کر گل کی میکن پر جاگا۔

”وہ بُراؤ سوچ رکھی تھی کہ کہیں خدا اُس کی خاموشی پر یاد رکھ رہا تھا  
ہے جسے کسی باختہ سے ابھا جا سکتا ہے۔“

”میں اپنے ہمدردی خواست سے استدرا کر دیں گی کہ اس بات  
کی تھی تھا۔“ پھر بُراؤ لے جا چکی۔

”خان داون اپنے تاریخ اسی سے ابھا جا سکتا ہے۔“

”بُراؤ سا جب میں مادام شیراں کا ہم خیال ہوں اُنہیں  
خواہ خون کی املاجت میں شرعاً بجائے جب وہ کہتی ہیں کہ وہ تھا  
وارث ہے تو یہیں اسلامی کریما چاہیے۔“ خان داون نے کہا۔

”بات کوڑ کے سلسلہ کے سکی ہے کسی نے کہا۔“

”یہ بھی ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔“ خان داون بُراؤ۔

”اس میں کوئی نکل اشادہ ضرور پوچھ دی جائے۔“ سردار امان  
نے کہا۔ لیکن پھر کل پہنچنے والیں بولا تھا۔

”وہ باہر فکلے سردار امان، خان داون کے سامنے تھا۔ اُس نے پوچھ  
اُخھر کے کون؟“

”کسی تاج کا پہنچنے والے۔“ دار الحکومت سے ایسا ہے۔

”آخر دفعہ کہا کیا چاہتا تھا۔“

”خان داون نے کہا کہ چکا سردار امان کو سنا دیا۔ سپلے تو وہ  
ہنسا پھر کیکھ پیدا کر کر خان داون کے دیگر خاموشی پر یاد رکھا۔“

”میری دانست میں وہ صرف سکی تھا۔“ خان داون نے کہا۔ اور  
سردار امان سے معاذ کے اپنی کی طرف پڑھ گیا۔ گل کی میں میٹھے  
ہی اس کے پہنچے طلب کے سامنے کشت نظرے گی بیسے اس سے  
قریتی ماحصل سے جاتے ہیں اس کی بُراؤ جکہ پہنچے دیکھا ہے۔

”گل اُن پر جمع کرنے کے اسی اُدا نوئی کے بعد پھر سارے اُدی ہے۔“

”تو نکل پہنچنے میں دیتا تھا۔ سردار گل کی میں کوئن تھا جو اس سے  
نظریں پڑا کر گھٹھ کر سکتا۔“

”وہ داصل۔“ خان داون کھیلی ہنسی کے سامنے بولوا۔“ کیا  
ہوں... میں ایک مٹھا گھاصا ہو گھر لیجئے۔“

”لیکن، خان داون، وہ کہا کیا چاہتا تھا۔“ سردار امان  
نے پوچھا۔

”ایک ہبھول سارے اُدی کوچی کیا سکتا ہے۔“ ویسے کچھ بُراؤ

لے اتھا لیں یہ ایسا مدعی ہیں تھا کہ اُس کی طرف توجہ دیتا۔“

”دوسرا ہبھول کوئی دیکھ سے موال کر بیجا۔“ کیا خالی سے اپنے

کا کسی نے اپنے کی تھوڑی سے نظریں کھٹکا اور شاطر ملبوس ہوتا تھا۔

”میکاری سے“ خان داون پہنچا۔

”فقط... کیا اپنی آخری سوچاتے سے فارغ کر نہیں آئے۔“  
خان، اُس اُدی سے کہا۔

”جی یاں...“

ایسے پرچھے لوگوں سے ساختہ سکلا ہے اسے سارے دار امان نے کہا۔

”غالباً اپنے ہمنا چاہتے ہیں کہ ان سلوہ اتفاقات پر یونی ٹیکی ٹری میں تو  
ہے جسے کسی باختہ سے ابھا جا سکتا ہے۔“

”پھر کہا کیا کہاں چاہتے ہیں؟“

”خان داون اپنے تاریخ اسی سے ابھا جا سکتا ہے۔“ میران اُس کی طرف مُکر بُراؤ جو  
میں تھوڑے کرکے کی ساختت نہیں۔“

”بُراؤ سا جب میں نہیں بیان کر رہے ہیں۔“ میران سر بلکہ بُراؤ۔“ بھی میں نے تو  
کچھ کہا تھا۔“

”اپنے خود کی کوئی نہیں بیان کر رہے ہیں۔“ خان داون نے جھوٹ کر کیا۔

”م... جھے شرم آئے۔“ میران نے شرم کر کیا اور دیکھ لیا۔

”سردار امان اُسے تھرا کوڈا ہوا ہو سے گھٹھے جائے۔“

”تادی یکے... اکبپ بیان کر رہے ہیں کہی اُدی اُسی... اور  
خان داون کو غصہ آیا۔“

”یہ ایک نیم دیوانہ اور اسی قسم کا ادی ہے۔“ خان داون  
نے کہا۔

”خان داون اپنے تاریخ اسی سے ابھا جا سکتا ہے۔“

”پھلا تھا اُنکوٹھ ہمارا بھرد و فانے لے طرف بُرھتا جا بوللا۔“ باہر کیکھ

”دیکھ لے کوئا اکپ کو۔“

”لوگ اس کے جھیچ کرنے کے اسی اُدا نوئی کے۔“ میران کے خان داون

تو نکل پہنچنے میں دیتا تھا۔ سردار گل کی میں میٹھے

”وہ داصل۔“ میران اپنے گھاصا ہو گھر لیجئے۔“

”لیکن، خان داون، وہ کہا کیا چاہتا تھا۔“ سردار امان

نے پوچھا۔

”ایک ہبھول سارے اُدی کوچی کیا سکتا ہے۔“ ویسے کچھ بُراؤ

لے اتھا لیں یہ ایسا مدعی ہیں تھا کہ اُس کی طرف توجہ دیتا۔“

”کا کسی نے اپنے کی تھوڑی سے نظریں کھٹکا اور شاطر ملبوس ہوتا تھا۔“

”نامکن بُراؤ دیکھ لے جا بیا۔“ میرے اُس کا سیف۔

”بے علاوہ اور کوئی بھیں کھل سکتا۔“



لے پڑا۔ اسے پڑھا کہ اپنا بیست کھو بیٹھا ہے تو اس نے نقصان کی تھائی کی بہترین صورت دھوند لی۔ وہ جرچ ملا گیا۔ اس نے سچا تھا کہ وہ اس سے کوئی بہت اچھا سا بیست پڑا لائے گا۔ لیکن پارہی کے وعظ کے دروان اس نے اپنا رادہ تبدیل کر دیا۔

”مقدوس باپ“: ”اس نے دعوے کے بعد پارہی سے کہا۔ ”یہاں یہاں گناہ کی تیتے کے آیا تھا۔ یہ ارادہ تکہ یہاں سے بہت چراوں گاہیں۔ اسکے دعوے نے مجھے گناہ سے بچایا۔“

”بہت اچھے۔“ پارہی نے خوش ہو کر کہا۔ ”آجھا، یہ تو تباہ کردہ کون سنی چڑھتی جس نے محظا سے ارادے کو تبدیل کر دیا؟“

”مقدوس باپ، جب اپ نے ہاتھل کی اس آئیت کا حوالہ دیا۔ میں کہا گیا ہے کہ کبارہی سے بچ، تو چاہک مجھے یادا گی کہیں اپنا بیست کہاں بھروسایا تھا۔“

”بہت اچھی تھی۔ اس کی دلخواہ کی تھی۔“

”نہیں، مادام ایں ذرا طاقت کی عیادت کو گنجی تھی۔“

”کیسے ہے؟“

”تیر بخارا! غلطت...“

”کہیں سپتک نہیں ہو گیا؟ ان لوگوں نے خودی اس کی دریگ کی تھی۔ کسی دلخواہ کیں دھکایا تھا۔ تھیں یہاں کیا ہو رہا ہے؟“

”مادام، جو کچھ ہو رہا ہے، موسیو شیران کی بہایات کے مطابق ہو رہا ہے۔“

”اوہ... بھرہ! جولیا باتھ اٹھ کر بول۔ اب تم لوگوں کی تھوڑا ہوں کا کیا ہو گا؟“

”بہت بہتر ہے۔ ابھی آئی۔“ میرے چکے اور سوہنگ دم سے بکل کر اس حصے میں آئی جہاں تنہوں لڑائیں رہتے تھے۔ وہ طاقت کی خربت دیافت کنچا ہی تھی۔ اس کے باذکار حرم تکلیف دھوگی تھا۔

”یہ تو کسی کو بھی الگ کرنا نہیں چاہیتی۔“

”شکریہ مادام!“

استمیں اعلیٰ شخصی کی آواز عمارت میں گنجی اور سیریا اٹھی ہوئی بول۔ ”شایدہ!“

مردم سے میں ہنپی تو سمجھ کر جائے عمران دھکائی دیا۔ ن

جلد کیوں سیریا اسے دکھ کر ھلک اٹھی۔

”اوہ... تم کہاں؟“

”کیا نادام کو علم ہو گیا کہ خان داد سے میری کیا بات ہوئی تھی؟“ عمران نے اعتماد اماز میں سوال کیا۔

”کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ آخر کیا بات ہوئی تھی؟“

نم نے اسے اس طرح پیچ کر کے اچھا نہیں کیا۔ وہ بہت نظر اندازی ہے۔

”تو کرے۔“ عمران سر ہجھٹ کر بولا۔

”تم بھے نہیں۔ یہیں خیر، بات کیا تھی؟“

”بھجے کچھ علوم کرنے سے پہلے تم بتاؤ کہ چار سادہ درقوں کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟“

”فوجا جائے۔ عقل جا کرہ گئی ہے۔“

”مشہدی مالی مطہری“ عمران ہاتھ بارکر لے۔ ”چار در حقیقتیں ہیں۔“

کہیں؟ کیا ایک یاد دے کام نہیں چل سکتا۔ چار در حقیقتیں ہیں۔“ میرا آگے بڑھ کرتا ہے۔

”آئی۔“ اadam آپ کا استھانا رکھی ہیں۔ ”شاید تم شام میں شرکت نہ کر سکتے۔“

”ہملاں شوہر“ میرا ہنس کر بول۔ ”شاید تم شام میں شرکت نہ کر سکتے۔“

جو لیا سوچ میں ڈالی۔ اُرک تک یہ ڈالہماری رہے گا۔ اُس کے مقصود کا علم پر جا تو شاید وہ اتنی زیادہ الگ ہو جوں محسوس نہ کر۔

”یہاں... میخے کیوں میں بننا چاہتا ہے؟“

”موسیو شیران کے خاص آدمیوں میں سے تھا۔“

”تم پسے ہی بتاچکی ہو۔ خیر کہہ دو، آجائے۔ اس وقت مجھے کوئی صورت نہیں ہے۔“

”میرے یہاں سے باذکھے میں کھو گئے۔“

”اس وقت مادام کو صورت ہے۔“ ”بچہ دھوکہ دکھو کر بول۔“

”کے دردان میں میری موجودگی فوری ہوگی؟“

”یقیناً۔“ یہاں اصلی ہوں اور نہیں جانتی کہ لوگ مجھے کس قسم کی باتیں کریں گے اور میرا جاہ کیا ہوگا۔“

”بہت بہتر ہے۔ ابھی آئی۔“ میرے چکے اور سوہنگ دم سے بکل کر اس حصے میں آئی جہاں تنہوں لڑائیں رہتے تھے۔ وہ طاقت کی خربت دیافت کنچا ہی تھی۔ اس کے باذکار حرم تکلیف دھوگی تھا۔ اس کی وجہ سے بخار بھی ہو گیا تھا۔ اگلی نیروں سے بجا دھی وہیں تھے اخونے سے بتایا کہ جانداری سے غلط طاری ہو گئی ہے۔“

”میرا بخاک دکپنے ساہنے کا اشارہ کہ تو ہی کسے نے بکل آئی پر ایسا بدل تو نہیں ہوا گیا؟“

”موسیو شیران، وکیل کی علمی میں بدالگی ہو۔“

”ہو سکتے کہ وکیل کی علمی میں بدالگی ہو۔“

”یہ مکن ہے۔“

”اوہ... کیا انہیں پڑتا ہے؟“ اس سے میرے اپنے کاغذات ہی کافی ہوں گے۔“

”گرینہ ہوں کے سر پر رک رکر رکھی تھی۔ سجاد بھی اسکی گل۔“

”بہت بہتر۔ میکن لفڑی کا لیا اپنے تھا۔“

”ہاتھ کو چھین نہیں آئی۔ اس میں سے ویسٹ نامہ برآمد ہے کہ تو یہ میکن مرٹ چار سادہ کاغذ لکھتے تھے۔“

”اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے؟“

”یا تو کوئی اشادہ ہے یا پھر وکیل کی علمی میں لفڑی بدل دیا گیا ہوگا۔“

”میر پر شہباز ہوں کرو ہیں؟“

”بڑی دشواری تو یہ ہے کہ ہم خان غنیم کی خصیتوں سے راونٹ پلیس کو اطلاع دینا۔“ میرے ہی فرانس سے تعلق رکھتا ہے۔

”میں لپچھی ہوں، آخشمیران نے یہیں اس سے رکا کنٹل قہا۔“

”کاش، مجھ ملادم ہوتا۔“ وہ طوبی سائنس کے رکھرے گئی۔

”میں نے شرقی اسرا کے بائے میں کہا یاں پڑھی تھیں اور انہیں کہا یاں ہی سمجھی تھی لیکن اب ایک ٹھوں حقیقت سے دوچار ہوں۔“

”اُسے کچھ اوہیں خودی نہ ملا جائے۔“

”مجھ تو کچھ دماغ سے اُترے ہوئے گئے ہیں۔“

”غذائلے۔“ دیتے ہیت حصم آدمی ہے۔ اُسے کھانے کی کوشش کرنا۔ اپھی بات ہے۔ میں چلی۔ گرینہ کا سینہ آنے والے۔“

”یہاں، آپ کے ہر دو ہمیوں موجود ہیں۔“ میرے کہا۔ اتنے بیون کی ٹھنڈی تھی اور میرا نے رسیدور اخراجیا۔ ”میلو؛ اوہ، فرمائے...“

”اچھا، اسی ولد تھے۔“ وہ مانند ہیں پرہا تھرک کر جو لیا طرف مُری اور

کی طرف نظر اٹھ جاتی تھی جس سے لڑکوں کا ریاست کا گنج حملہ پہنچتا تھا۔  
کسی کی مخفیتی اتنی بھی شدت سے کوکر سے سنت کر رہا تو اسے  
شہنشہ کی تھی۔ دھرتا ایک لالہ اور صورتی آئی دکھانی آئی اور وہ  
ضھپڑا اندھا زمیں پر آمد سے سے پڑے اسرازی۔

کاروئی تربیب ہو چکر کر لائی تھی۔ خان دادر و رازہ کھول کر  
چکے اتراء۔  
”بہت دریگانہ تم تھے؟ روز اس کی طرف بڑھتی  
بھولی بول۔

”تم بہت منظر بلفرازی ہو۔  
جیل بھی ضھپڑا سرنا عایا ہے۔  
کسی شخصیں جوچر اتنا خدا نہیں تھا۔“

”ادھ دادھ دیر جھے پریشان مت کر دے۔ بتا ذیلیا بُرًا؟  
”دی جو بُرنا چاہیے۔ ہم نہ دیں۔ کیا یہیں یہی کاروئی  
کی گُرد وادیوں؟“

وہ دونوں شاگ رومن میں آئئے اور وادی سے کوٹ  
کی اندر ونی سبب سے ایک لفڑی کھال کر اس کی طرف بڑھاتے  
مجھ سے کھاٹی ہے۔ آسان کام نہیں تھا لیکن تھاری قاطر۔“

روزتے نفاڈ اس کے باقاعدے چھپتے بیا اور اسے  
اٹھ پڑت کر دیکھی بھرنی بول۔ ”یہ تیری شیران کی انگریزی سے  
ٹھانی گئی ہیں۔“

”اوہ۔ تو یہیں تھیں بیلانے کے نیے کوئی اور ماں نہ  
لایا ہوں۔“

”جیں! سیرا طلب نہیں تھا۔ صرف تصدیق کی تھی کہ اس  
تھیں وصیت نامہ بھوکت ہے۔“

”لیکن یقین کر کریں اس کی بیوہ کی حیثیت سے تھا ری  
ٹھہر تھیں چاہتا۔ محفل تھاری خوشی کے لیے یہیں تھے کارناام  
سرناجی دیا ہے۔“

”میں تھاری بھوکت ہیں اور تم اپنی بڑی بڑی جانتے  
ہو کر میں نے اتنا کام کیا۔ شادی پر جھوکیا تھی اور تھاری سے علاوہ  
اور سری امرد آج خاص انکھوں میں چاہی تھیں۔“

خان دادر گول ان کا لڑکہ مسکری طوف دیکھنے کا اور وہ لفڑی  
کی سلسلہ تک لگی لفڑی کھلکھلے ہی خان دادر کے چکر آئی اور پھر وہ دولا  
”قیرمہ گئی کونک لٹافی سے صرف ایک تصور بدل بولی تھی اور لیسوں بھی  
لیسوں بھی۔ سرخ روپ برجی کا تھا لیکن اسی افسوس پر تاریکی  
لیکاریں بھولی تھی۔ روز ابھیت ضھپڑا سرناجی۔ با بارہ اس راستے  
تجویز کی تھی اور نہ کوئی دُر کافی۔“

آٹھ لگبھواد تھے کوکھری موجو درختیں ہیں۔“  
”سماں تو یہ پہ کوہ تھا۔ مادھج کاموٹش کیوں رہی اور  
بیوی تھی تو یہاں اگر کیوں نہیں ہیں۔ آخری روز دا پانگر ہے کون؟“

”ایک آزاداری بیوی ریشن ٹھہر تھے یہاں کے دو تھوڑے  
کاروئی رہتے ہیں۔ آٹھتھ ہوتے کے پہاڑے پہاڑیں کہاں کہاں  
چاہیچی ہے اور کیا کوئی لگوڑتھی ہے؟“

”جھیمیں ہیں جا شے۔ بھوی۔ جسیں اسیت نہ بھوی کی اسے  
آٹھتھ تیکھیں کیتیں۔“ سیرا طلب جاسانہ کارہ کارہ۔

”آخروں ہے کون؟ کیا شیران کے قریبی دوستوں میں اس  
کا شمار پڑتا ہے؟“

”ہرگز نہیں۔“ سیرا طلب کوہی۔ وہ اسے مٹنے بھی گلتے تھے۔  
”تیری رواں جو دیکھ کر بولی۔“ کچھ بھوی بود۔

چاہتے سیرا طلب میخونٹھے ہے۔ اسی دلیل کا پوچھنے کے  
”یہ دس دا صل آپ کوئی تیا چاہتا ہوں کہ وہ بھوی سے  
آس تھوڑی کی خدا ہی تھی۔“

”کیا آپ نے اپنے ریشا شنگ رومن کی چوری کی روپت  
درج کر دی ہے؟“ سیرا طلب پوچھا۔

”یقیناً۔ اسی قریب نے تیری کی خدمتیں گلائیں کیا اس  
تھار کے علاوہ ادھ بھوی بھی میں گلائیں کیے تھے وہ بھاری بھوکی کی  
ٹھہر تھے درج کر دیا ہے۔ تھر کا نام جس نہیں تھا؟“

”آپ نے اپنے چاہا کیا ہے؟“  
”اب اگر کوئی روز دا بھی کے پاس پہنچے تو مجھے ملیا ہوا  
”تم اس کی بھوکت کوہ۔ دیکھا جائے گا۔“ جو بھی اسی تقدیر تھی  
تھیں بھوی اور تھوڑا بھوی کے ایسے اچھے۔

”ڈارا ٹھہر تھے۔“ سیرا طلب بھوی بولی۔ ”اب آپ  
روزنا کی جواب دیں گے؟“  
”بھوی کو کوئی نہیں تھی پھر کسی انکھوں میں اس کی ایسیت  
نہیں تھی بلکہ مکن ہے کہ تو کی کی نہذ بھوی بھر تھی۔“

”ماں بھی جواب مناسب رہے گا۔“

★

روزنا پاگل کیا اپنے کاچھ کے بارہ میں بے صحیتی سے  
ٹھیں بھی تھی۔ سرخ روپ برجی کا تھا لیکن اسی افسوس پر تاریکی  
لیکاریں بھولی تھی۔ روز ابھیت ضھپڑا سرناجی۔ با بارہ اس راستے

”اس میں بھی اگر دیر بھنی ہے۔ کسی نے اصل دیست و دیکل  
کی تھوڑی سے غائب کر کے ویسا ہی لفڑی اس کی فیکر کر دیا اور جب  
وہ لفڑی کوکل سے پہاڑ سمعزیزیں کے ساتھے کھلا اس میں سے سادہ  
درست بہ آمد بھر ہے۔“

”خدا کی پناہ؟“ سیرا طلب پڑا۔  
”اڑھ اس نے اب یہ بے مدھری ہو جاتا ہے کہ اس  
اُس فردا کام بتا دیں جس سے مادام کی اصلیت کے بارے میں  
ٹھہلنا برسی تھا۔“

”بڑی شنگیں ہاتھے ہے۔ کچھ بھی ہیں۔“ ساکر کس طرح زیان  
کھو لو۔ دراصل بھوی سے غلط بھوی تھی کہ اس کا مقصد حملہ ہوتے  
سے پہنچے ہیں تھے اس سے موسمی شہر کی اسی تحریر کا ذکر کر  
دیا تھا جو سرے پیاس تھی۔ لہذا اس نے پہلی فرمادی میں میں سے

ریشا شنگ رومن پر ماخوذات کر دیا۔“ اس کے لامبے سے پھر  
میں نے کوکوت پہنچا ہیں اور ہاں اس تھر کی کوئی ایکتی نہیں  
تھی۔ میں اسے بھوکی یعنی تھا۔ اسی تھر کی کوئی دیکھنے پڑتا ہے۔“

”یہ نہیں بھی تھی جو کہ اپنے بھوکتے ہے۔“ اسی دلیل سے پھر  
”تیری رواں جو دیکھ کر بھوکتے ہے پیتا تھر تھی۔“  
کاڑھ کا سے تک تا جگہ اسے اپ کے حوالے سکدی تھا۔“

کس پناہ پچھے ہے بھوکتے ہے پیتا تھر تھی۔“  
اس کا دعا ہے کہ وہ خود تھر کی بھوکتے ہے اور یہ شادی  
تین ماہ پہلے بھوی تھی۔“

”میں طلب؟“ سیرا طلب کا جو بھی تھا میں اسکو سے  
میخون کو دیکھتی بھوی بھر بولی۔ ”کون ہے وہ؟“

”سرداں یا لکڑی۔“ آٹھتھ  
”اوہ۔ وہ بھی ہیں۔“ سیرا طلب سالسے کہ تھر کی تھی۔

”کی قدرت ہے۔“ جو بھوکتے ہے کیے اُسکیں نے جو خدا ٹھہر تھے  
میں اس میں وہنہ احتیت کی تھی کہ میں میں میں میں میں اس اور  
فرانس سے آئیں گی۔“

”اوہ! اس کے بعد جیسے تھے اس تھر کو دیوارہ تلاش کیا  
تو وہ غائب تھی۔“ جو بھوکتے ہے پوچھا۔

”میں ہاں بھی بات ہے۔“ اس میں معلوم ہوتا ہے میں اس

معافی مانگی۔ پھر بولنا۔ ”یہ کہت اہم معاطر ہے جس پر گھنگلو کر شے  
کے لیے میں آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ بات فی الحال ہم دونوں سے  
اُسکے پرستے۔“

”شیران کی مدد فماں ہے۔“ جو بھی سیرا طلب کی مارٹ دیکھ کر دیں۔  
”اس میں بھی مدد فماں ہے۔“ سیرا طلب پڑا۔

”میں مدد فماں ہے۔“ سیرا طلب کی مارٹ دیکھنے کے لیے  
پیدا کرنے کا کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے لیے کوئی مخصوص کوشش کے  
لیے موسمی شہر نے میں سے پاک ایک تھر کی بھوی تھی۔ میں اس وقت  
جو کرت پہنچنے شروع تھا۔ اسی جیب میں وہ خود ڈال دی تھی پھر وہ  
کوکوت اپنے پہنچا ہیں اور ہاں اس تھر کی کوئی ایکتی نہیں  
تھی۔ میں نے کوکوت پہنچا ہیں اور ہاں اس تھر کی کوئی کوئی  
کوکوت کی تھی۔ اسی تھر کے بارے میں سوچنا پڑا۔ آج یہ دو بات سامنے  
آئی اور اسی تھر کے کوکوت کو تلاش کرنے ہوئی ہیں جو سیرا طلب  
کوکوت کیا تھا اور وہ تھر سے پڑتا ہے۔“

”تھر کی کوکوت کے پیٹا تھر تھی۔“  
”کس پناہ پچھے ہے بھوکتے ہے پیتا تھر تھی۔“  
”اس کا دعا ہے کہ وہ خود تھر کی بھوکتے ہے اور یہ شادی  
کاڑھ کیا تھا۔“ اس کے لامبے سے پھر

”تھر کی کوکوت کے پیٹا تھر تھی۔“  
”میں طلب؟“ سیرا طلب کا جو بھی تھا میں اسکو سے  
میخون کو دیکھتی بھوی بھر بولی۔ ”کون ہے وہ؟“

”سرداں یا لکڑی۔“ جو بھوکتے ہے پیتا تھر تھی۔“  
”اوہ۔ وہ بھی ہیں۔“ سیرا طلب سالسے کہ تھر کی تھی۔

”کی قدرت ہے۔“ جو بھوکتے ہے کیے اُسکیں نے جو خدا ٹھہر تھے  
میں اس میں وہنہ احتیت کی تھی کہ میں میں میں میں اس اور  
فرانس سے آئیں گی۔“

”اوہ! اس کے بعد جیسے تھے اس تھر کو دیوارہ تلاش کیا  
تو وہ غائب تھی۔“ جو بھوکتے ہے پوچھا۔

”میں ہاں بھی بات ہے۔“ اس میں معلوم ہوتا ہے میں اس  
ذریعے میں مدد فماں ہے۔“ اس میں مدد فماں ہے میں اس  
سکھانج کر دی۔“

”کیا آپ کی دیست و دیکل سے کہ لید وہ تھر کی بھوی تھی  
میریاتے اس سے سوال ہے۔“

”جی نہیں۔“







لارٹ بڑھنے کا سبک ایضاً مازمن کی تیار گاہے تھا۔

خوبیں اتفاق ہو کر اسے نامکار کرنے کا شاندار وقاریں۔

کے تربیت پرستی ہے جو اسے عمارت کی اعتماد جگہ رکھتا ہے۔

دروازہ خدا ہمیں پرستی اور شاید وہ لگ اسی لئے ہے جسے موجود

ہے۔ عمران بڑی سرور مدد کے لئے بخوبی کوئی اپنا مکافان دادے

گے پر بڑکر بالا ان کے سامنے پہنچ گیا۔

عمران کا فخر ہوا کلارہ گیا۔ جو کوئی کر رکتے درقت دونوں

پا تھوڑے پرستیں میں تھے اسی میں تکیا پر کوئی لگتے اور پکون

نے جھوپکنا ترک کر دیا۔

سچا اور جل سرکھے چارے ہو گئے تھے اور ایک جگ

خان دار کو دیکھے چارے ہے تھے۔ دفعتاً خان دار نے قبضہ کیا

اور عمران بھی اسی طرح بنس پڑا۔ جیسے خان دار کے تھبٹے نے

اس کے ملٹی کی بڑھ کھل دی جو

قمر خرا مخواہ پھٹے پھر سے ہے۔ خان دار نے کہا اور

عمران کے قبضے سے بریک لٹک گیا اور آئیں جس حرثے کے پیش

گیں۔ خان دار کہا رہا ہے۔ بعد میں بھی اسی کی زبان

ٹھیک کر سکتا۔ یہ مدد پیارے آس ادا پیر

”احجا“ عمران پھر جیکا اور بے تھا شاشنے نے نکامان دادر

کی، اس سہی کا ساقہ دے رہا تھا لیکن جیسا دار جلی پر کے چرس

تاریک ہو گئے تھے اور وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہا ہے تھے

جیسے کسی طرف سے آگاہ کرنا پاہتے ہیں میں عمران ان لذت

میں دریں تھا۔

”چلو۔“ خان دار با تھا جلا کر بولا۔ بیہاں بنیٹے وقت

کیوں بی باد کر رہے ہو۔ ان باقی کا اپنے پوکوئی اثر نہیں رہا۔

ہم دریں درست ہیں۔ اسی شہرمان کی طرف امداد ہے حاصل ہو رہی

گر جو شی کے ساتھ قبول کریں گے۔

”تم مسٹر عمران ب۔“ سب تیک ہے۔ ملٹی صفائی ہو رہی

چاہا لیکن عمران نہ کر بولا۔ ”مسٹر عمران کو ایک صوفی کی طرف

پکار کر اسے جمعت پڑالیں گے۔

”ادھر کیا؟“ خان دار بیلہ نگاری ادھر ہے۔

”اچھا تو کوئی بھی تھیں اس نے دھکا کر خان دار کی بھیے تھے۔“

”بھی اتنی بھی ہوئی شرط تھی جو ہو جائے۔“

پورہ ریت بنانی میں ہوئی روزانہ تیزی میں بولی۔

”اور ادھر خاصہ سے کیا نہ ہے؟“ عمران نے مایوسی سے کہا۔

”کجا تھیں میرل کی مزورت ہے؟“

”کیوں نہیں۔ بیچال عیش یہ کر رکھے تو ایسا ہے؟“

”اس کی خلڑی کو۔ ہمیں کے دوست نہ ہواں، اسکی

جیب پر شرکر مرہتی ہے۔ خان دار کا معاہدہ ہوتا ہے اسی وجہ

کے پرستی بیٹھتے ہیں۔“

”میرے ایک دادا نہ نامہ ایک اپرداشہ کے صاحب تھے“

”دادا ادا نہ نامہ ایسا چیز ہے؟“

”اکرے دشادش کے زمانے میں کہہ ہوتا تھا میک سے بیاد

روز اغافن دادا کو گھوڑی ہرجنی جو چھوٹی اور خان دادا بیلہ

کل شام کو جب میں بیجان آیا تھا تو اپنی کامی متفق نہیں کی تھی۔

کسی نہ گاڑی کے گلکار شفٹ سے سیل پستول فائٹ کر دیا۔“

”اچھا تو ہے۔“

”دوہی سورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ پستول اس نے تاب“

کیا تھا پھر تھا رے کسی آدمی نے“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”تم اتنی لاپرواں اسے اسے گلکار شفٹ میں کبھی

رکھا تھا۔“ روزانے تھیں بھیجیں پوچھا۔

”میں یہ تھی۔“

”تو تمہری بھی بیوی کو اس سے میں کسی تیر سے کوئی تباہ

کر دیکھ کر آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

”کیا تھیں میرل کی مزورت ہے؟“

”کیوں نہیں۔ بیچال عیش یہ کر رکھے تو ایسا ہے؟“

”اس کی خلڑی کو۔ ہمیں کے دوست نہ ہواں، اسکی

جیب پر شرکر مرہتی ہے۔ خان دار کا معاہدہ ہوتا ہے اسی وجہ

کے پرستی بیٹھتے ہیں۔“

”میرے ایک دادا نہ نامہ ایک اپرداشہ کے صاحب تھے“

”دادا ادا نہ نامہ ایسا چیز ہے؟“

”اکرے دشادش کے زمانے میں کہہ ہوتا تھا میک سے بیاد

روز اغافن دادا کو گھوڑی ہرجنی جو چھوٹی اور خان دادا بیلہ

کل شام کو جب میں بیجان آیا تھا تو اپنی کامی متفق نہیں کی تھی۔“

”اچھا تو ہے۔“

”دوہی سورتیں ہو سکتی ہیں یا تو وہ پستول اس نے تاب“

کیا تھا پھر تھا رے کسی آدمی نے“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”میرے آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

ہے۔“

”میرے ایک دادا نہ نامہ ایک اپرداشہ کے صاحب تھے“

”کیا تھیں میرل کی مزورت ہے؟“

”کیا تھیں میرل کی مزورت ہے؟“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”میرے آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”میرے آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”میرے آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”میرے آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”میرے آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

”میں کبھی کلکا نہ کلکا۔ پستول و سیل۔“

”تم جھوٹے ہو۔ تھار سے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔“

”زیر دستی کی توبات ہی دوسری ہے۔“

”میرے آدمی پستول کو تھا تھیں جو کھانے میں

بیکاری کا تھے کہا ہے کیا؟“ عمران نے خوش بکھر کر دیکھا اور

اس طرح چاہتا کہ دیکھتے کہا میں پہلی بار اس کے فلکار جو ہی پر بھر

لیکے بیک خود فرخانہ تھے۔

”کل میں غافل تھا۔ اگر میرے پا تھیں جا تو پر تو منہ شکار

بچ کر بھیں تکی کسی نہ خان دادر نے سرد بھیجیں۔“

”خان دادر نے عمران پلٹھا جاتے

ہے۔“

”میرے آدمی تھاری گاڑی کی بیوی ماخوں گانے کے سوال

میں نہیں پیدا ہوتا اور میں شروع سے آخر ملک تھار سے ساتھ ہی

رہی تھی۔“

”ہاں مجھے یاد ہے تو تمہری تباہ۔ اس نے عمران سے کہا۔“

اچھا تو

جسے کہا جائے

”بڑا سامنے چاہئے اُنہیں اور کپٹے اُس کے سامنے نہیں“  
 ”کہا جائے اُنہیں عمان اس سامنے میں بھی غافلی تھیں رہا تھا۔ اُسے  
 کہا جائے سے تکلیف کروز نے دروازہ مغلیک کر دیا اور اسے  
 کہا جائے کے پیارے عمان کے چہرے پر بھاگی تھیں حقیقیت میں اُب  
 خوف کی جھلکیاں بھی شامیل ہو گئی تھیں۔  
 ”بیرون ہاڑا۔“ روزا نے ایک لڑکی کے لیے دوبارہ  
 نام بھیجی تھی۔ عمان اسی عمان نے اُنہیں مخفی  
 دکھانی دو تو فریضیں کی جانی تھیں۔ اُنہیں سے بدل گئی کہ  
 روزا کے فرشتوں کو بھی علم ہو سکا۔ دعایہ میز کے قریب بھیج کر  
 ہمیں پولی میں مرید شکر اُال دی جو جلدی محظی میں عمان کے آگے  
 کی تھیں تھیں پھر چالیں جو بھی تھاں تھیں جعلیں۔ میں نے تھیں پہلی بھی  
 نظریں پسند کریا تھا۔ اُخود و فرانش مکر تے توبی میں بھی اُسی  
 پوری شریش نہ درینماں اور اس کے شپے کھاتی تھی۔ حصہ میں شہزادہ“  
 ”اب بے درفت نہار ہی سر جو عمان شہزادہ“

”میں۔ تم بھی بہت اچھے لگتے ہو۔“  
 ”کہا جائے دیکھا تو نہیں تھا۔“  
 ”کہیں نہیں۔ اس کے قیوں طازم وہاں موجود تھے۔“  
 ”یہ اور یہاں جو بھی تھا رسے خلاف شہزادی جائیں گے  
 لگا، روزا اُسے غزرے دیکھ رہی تھی۔ اچاہے اُسے بھی عمان  
 ”بچھتا تو۔ میں کیا رہوں؟“ عمان روز دیے کے سے انداز  
 میں پول۔  
 ”میں تو سوچتا ہے۔ دراصل ہم دونوں ہم دشواری میں  
 پڑ گئے ہیں۔ غواہ کی طرح بھی ملا ہو۔ اس کی روت سرے سفری  
 واقع ہر جانی سے بہذا پسیں بھی تھی کرتے کی پوشش رہے گی۔“  
 ”بات تو ہے۔“

”بچھتا تو کیا کریں؟“  
 ”اتمی عقل تو نہیں ہے جو ہم تم ہی کچھ بتاؤ۔ میں کرنے  
 کو تھا۔“  
 ”اگر ہم لاٹھ کو کہیں دفن کر دیں تو کسی کو معلوم نہیں ہو گے کہ  
 دروازہ مکولا۔ دروازہ ہونی بنتگ رہوں تک پہنچی اور قفل ہو گئی  
 دیکھ کر جہاں تھی وہیں وہ گئی۔ غیر ارادی طور پر بلا ذریح۔  
 میں با تذلل اسیں کھو گئی۔ عمان نے اُنہیں اعتماد کیا۔“  
 ”اوہ سے میرے اشیش کے پارکنگ لاث پر کوہاڑی کر  
 آئیں گے۔“  
 ”ہاں سے کیا ہو گا؟“  
 ”اگر کاری دہان پانی تھی تو رُنگ سمجھنے کے کوہاڑیں باہر  
 من کے پانی اُندر آیا۔ ایسا لگتا تھا بے اُس کے کی تلاشی میں لیتی

”وہ بھیز نہ بھی ہے یا امر گیا۔“ روزا اپنے ساتھ ہو گئی آفیز  
 میں بولی۔  
 ”خود بھی دیکھو۔ میں تو جا رہا ہیں۔“  
 ”بہر کر نہیں۔ تم نہیں جا سکتے۔ میں پس کو فون کر دوں گی۔“  
 ”اچھا اگر کہیں۔“ دیکھنے والے دل سے نور کریں گے کتاب کیلی بھائی۔  
 ”بڑی بھی کوئی تھیں۔“ میں تو قست کا سندھر بھی تھا اُسے بردقت چاقو  
 عمان نے جھک کر کوئی تھا۔ عمان دار ختم ہو گئی تھا۔  
 موت کی آیت تک محسوس نہیں کی جا سکی تھی۔  
 ”وہ سیدھا کھرا ہوا کر دیکھا۔“ مرضیکا ہے لیکن چاٹا۔ دھرم  
 کیسے پہنچا؟“  
 ”رپورٹس کوچا تو کے ادھر اُدھر ہوئے سے کوئی دلچسپی۔“  
 ”لبس خان دا وار۔ اب اپنا فقصہ تمام سمجھو گیں کی خاتون  
 کی خوفزدہ چیخ برداشت نہیں کر سکت۔“ عمان غریبا۔  
 ”م۔ میں کہوں پر نے کھاڈ مسحواری میں پہنچا۔“  
 بیہاں لایا تھا اور لوپی طرح اُنھیں پا یا تھا کہ عمان نے  
 ”کیا تم نے اس کا پستول کا حصہ جھیڑ کر جھے بارا دنے پر مل گی۔“  
 ”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“ مگر اُس نے خاصی تیری دکھانی۔  
 ”غیراب۔ بات تو اُسی کے ساتھ تھی۔ نہیں تھی۔“  
 ”یہکن ہی کیا؟“ عمان نے حملہ کیا۔  
 ”کچھ معریزی نے شیران کی کوئی بھی تھیں خان دا وار سے  
 ”بجھتے دیکھا تھا اور اُسے دیکھیں۔“ میں دوڑان  
 ”یہکن ہی شے اُسے تقل نہیں کیا۔“  
 ”میں پاوار کر دیں گی۔“ یہکن پس نہیں کر سے گی۔“  
 ”یہکن پس کویاں کویاں تو دے سکو گی؟“  
 ”شاید پاگل بھی ہوں گی۔“ یہکن اس جھلوکے میں پڑوں گی۔“  
 ”میں شے اُسے نہیں مارا چاٹو اور اُدھر روز دے میں گھا  
 ہجھا تھا۔“  
 ”بیہاں دیکھا کر دیکھا۔“ میں پاچو قلن دا وار کے بائیں  
 پہلوی دستے تک پیرت ہے جو اُس نے چاٹو دہان سے نکالا  
 ”مل۔“ یہکن ”یہمان ہکلا کر دروازے کی طرف مڑا۔“ یہکن  
 چاٹو اسی پیرت نظر آیا۔  
 ”بیہو۔ یہ کیا کیا تھے۔“ وہ بھرا اس کے گریبان کو جھکا  
 دروازے کی طرف کھینچتے ہو گئی بولی۔ ”فی الحال اس کوئے کو قفل  
 کے دی ہو۔“ دوڑر سے کرے میں بیٹھ کر کوئی دسکنگی بات  
 سوچیں گے۔ بیہاں تھا رسے حواس بمال نہیں ہوں گے۔  
 ”یہاں اور کون کون ہے؟“  
 ”یہ کیا جاؤ؟“ تم دوڑنے لڑا رہے تھے۔  
 ”یقیناً اور بے تھے میں یہ کام میرا نہیں ہے۔“

"ٹیک بے لیکس ہے اسے کب تک سے کئیں۔  
وہ سے صفات کا دروازی ہونی چاہئے ہے"

نہیں کروہ غرست بیوی خوش را اس کی سوت ہی کے بعد شودار  
ہو گئی تھی۔

ٹولی سانش کے کوکہ یہ سادام کی سعادتی میں پھر لایا تھی ہیں۔  
اوورسے درود پلائی جوں لگری بھری جیسی نہیں آتی۔ میں نے کبھی بیساں  
انہی کوئی قصوری نہیں دیں۔ اوسری طرف روڑا پالگری کی۔

کوئی تھتھے ہے۔  
میں اس سلسلے میں دکیں کے کوئی مشورہ لینا پاہے  
پیر کو تھا اہم ترکی کے الی رہی ہیں۔

"ہاں یہ مناسب شورہ ہے۔ میں دکلی ہی سے یاد رکھنے  
دفعتہ تو سے دروازے پر ہوئی دی دعویٰ تھیں دی۔"

خیڑھ کروڑوازہ خولاں ملکان سامنے کھرا۔ یاد انہاڑیں پلکیں  
چھکا رہا تھا۔

"ادھ۔ آپ؟ میریاں چھل پڑی۔ آئئے۔ اندھا ہے۔  
عران بالکل پوروں کے سے انہاڑیں اگے جو جھلکتے  
دہان جواب دی کے پیے زیر دستی لایا گیا ہو۔"

"آپ کہاں تھے؟ میریاں پوچھا۔  
اپنے ہرگلیں میں یہ عرمان نے جواب دیا۔

"چھکا آپ کسی نے فان دادر کو تھی کر دیا۔  
ہاں شناڑ تھے۔ عرمان نے لاپر جان کے کہا۔

"وہ کل آپ کو کہاں نے لگا تھا؟"  
اسے دو۔ اچھا ہی بھگا مریا۔ ایک درجے کا فرزاد تھا۔

"میں مطلب؟  
تم لوگوں کو یاد ہے نا؟ عرمان نے سمجا دادر کل میری دعویٰ مخالف  
لی۔ کتنی جنت سے مجھے بے ساتھ لے گی تھا؟

میں نے تو اشارہ بھی کیا تھا کہ اس کے ساتھ جلتی ہے۔  
بجاد بولا۔

"اچھا۔ میں نہیں بھگا تھا۔ عرمان نے کہا۔  
آپ کیا رہے تھے؟"

"اے ان سے سوال کیا۔  
نشیں؟ سجاد نے جواب دیا۔ اس کے چھر سے بھی  
تشوش نہ ہو گئی تھی۔

"تم تو لوگوں نے کی کوتیا ترہیں کوکل مخفی خان دادر  
اپنے ساتھ نے لے گئے تھے۔"

"ہم کے بتائیں گے میں میریاں آپ کو اس کا خیال  
کیسے آیا۔ عرمان قاتل نہیں ہو رکھتے۔ خان دادر کے بہترے  
وہ مخفی تھے اور اسے ووگ قتل ہی ہماکرتے ہیں۔ طبعی ہوتا مخفی  
شاذ فردا رہی تھیں۔

"لیکن وہ دُشمنی میں مزدور پڑ جاتی گے؟"  
سجاد پہنچ بولا۔ آخر سے باشے پوچھا۔ "اُس آدمی کا کیا  
حال ہے جسے پڑا تھا؟"

ہمارا یہ عمر سرخ رہتا ہی نہیں۔ رہنے کا رہنے کیا تھا  
نہیں کروہ غرست بیوی خوش را اس کی سوت ہی کے بعد شودار  
ہو گئی تھی۔

سیلیں وہ مقامی تھیں ہے۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ ٹکڑے کی ایجنت ہی  
ہو سکتی ہے۔

"ادھ چشم میں جائے۔ فی الحال تو اس لاش کیے  
کچھ سوچ رہا۔

"چلو۔ مجھے  
دیپن سے بکل کر بٹک دو مرک طرف پل پڑے۔

★  
دوسرے دن فان دادر کی ایش اس خان میں پانچ کو  
کارڈی کا اسٹریٹک سائید والا دروازہ ٹکلا ہوا تھا۔ اس اٹکن تھا  
جیسے وہ دروازہ حکم کر گاڑی سے اترنے ہی والا تھا کہ اسی کی نے  
بایسی پہلوں چاق اتر دیا۔ لفظ ہینڈز ڈریور والی گاڑی تھی جو ریلوے  
اسٹیشن کے پارکنگ لالٹ پر اس وقت فامی سفی پھیل گئی تھی۔  
جب علی العصایم کی نے اسی گاڑی کے قریب اپنی گاڑی پارک  
کرنے کی کوشش کی تھی۔

وس پنج بیکن پورے سردار گرڈ صیفی خان دادر کے  
قلت کی فخر جنگی ایک لی مارچ کھیل گئی تھی اور شہزادی کی کوئی تھی  
میریاں نے اس جھتے کی طرف دوڑ رکھنی تھی جہاں تینوں ریٹائرڈ  
فرجی رہتے تھے۔

"میں عرمان صاحب داہیں کہتے ہیں؟ اس نے چھوتے  
ہی ان سے سوال کیا۔

"نشیں؟ سجاد نے جواب دیا۔ اس کے چھر سے بھی  
تشوش نہ ہو گئی تھی۔

"تم تو لوگوں نے کی کوتیا ترہیں کوکل مخفی خان دادر  
اپنے ساتھ نے لے گئے تھے۔"

"ہم کے بتائیں گے میں میریاں آپ کو اس کا خیال  
کیسے آیا۔ عرمان قاتل نہیں ہو رکھتے۔ خان دادر کے بہترے  
وہ مخفی تھے اور اسے ووگ قتل ہی ہماکرتے ہیں۔ طبعی ہوتا مخفی  
شاذ فردا رہی تھیں۔

"لیکن وہ دُشمنی میں مزدور پڑ جاتی گے؟"  
سجاد پہنچ بولا۔ آخر سے باشے پوچھا۔ "اُس آدمی کا کیا  
حال ہے جسے پڑا تھا؟"

ہمارے کمرے سے نگل اور اسے دوبارہ متفق کر کے دوسرے  
کمروں کی طرف درزی۔ ہر ایک میں ایسی بھرپور بھرپور کھان دادر کے گردے پر اپنا کام کر  
گئوں۔ فرانسی میں موقوف میں کی اور میں نے چاٹ کا پل اسی کے  
پیسوں کی اسٹار دیا۔  
میں اسی حق نے تھیں ایسا کرتے دیکھیا تھا۔ بیلارڈ نے  
پھر سیکھ لے پوچھا۔  
میں نے بکل کر گرفت طلاق کر دی تھی کہ چا قدر رواز سے  
نکل کر اس طرف کیے چلا آیا۔

"تم نے جلدیاں سے کام کیا؟"  
صرف کسی بھی حق نہیں بھر گئی تھی۔ پہلے بھی بھی رہی  
تھی کو مقامی آدمیوں کی دعا کے بغیر ای اس کام کو پہنچنے کی کوشش  
کروڑ تھا تو آئے سن۔

لہڈکی پا تھا تھا پر ہرگز بھلی۔ میں نے پاہا تھا کہ اسی  
جھنکا سا بھا اور دوہی آرام نہیں کیا۔ اس کو کارڈی پر نظر نہیں۔ ذہن کو  
بی آمد سے کوئی رہنی پڑنے کا درد نہیں۔ اس طرح ہر گھنٹے گاڑی کا  
اندرھر سے میں دُوب گئی تھی۔ آرام لٹکی پر ہرگز بھلی۔ ذہن میں  
آرام لٹکی پر ہیئت کر دیکھیں بن دکر لیں۔ سڑا بھی بری  
طرع پھر لامبا تھا اور اسی میں حسوس ہو رہی تھی جیسے کسی پہنچاں  
کوئی سرکشی پڑی۔ بڑے مدد اسے پھر پھر کوئی کوئی  
کی ادا نہ ساٹے تھیں ارتھاٹ پیدا کر کر ہو گئی۔ کسی گاڑی کے دین  
کے سیماں سے حاصل کیا تھا۔

"ادھرہ فتوڑات اسی لیغاٹے میں تھا؟"  
ہاں؟  
اور تم اسے اسی کہری بھی تھیں؟ بیلارڈ غصیلے بھی  
ہوتا۔ وہ بے خیالی میں کوئی قدم تیکھے ہٹ کی کیوں بلکہ سرکار کے  
مورے کے گاڑی کے ہیدریسیں لی روشنی اس کے سارے ہر سکا مختا۔

"لیکن نہیں؟  
لیکن اس کی نظول سے نچپا سکیں۔ سُن۔ وہ بھے  
کوئی بھے خدھڑا تک اوریں ہوتا ہے۔ کیا اسی تو نہیں کوئی  
نہ ہمارے خلاف ہے جیسا کے ملکے سرخ رہنے میں دھوکا کیا ہے  
تھا۔ ملکی؟ روزا سرکار کی بھلی۔ اس طرح خود اس کی  
پذیرش بھی خطرے سے بیڑا گئی۔

"اے سے یہ تھے دو۔ میرے ساتھ پلے آؤ۔" روزا  
بائی جا بہن دوڑے دروازے کی طرف موڑ بھلی بھلی۔ بیلارڈ  
نے سرکشی لاتا۔ رُشان کی بھلی تھا۔ وہ اس کے ساتھی بھلی بھلی  
چھوٹ میں اٹھا۔ اور رُشان اور رُشان دادر کے بعد اسی میں  
پل آئی اور اسکی تھیڈے کے بغیر عرمان قاتل کی بھلی بھلی تھا۔  
کوہا دیکھ دیکھ کر تھریق کے ساتھ کھا۔ کیسے خوشی اٹھی  
سچھا لیکن دادر سے چنکا را پاٹے کا اس سے پھردا رکنی

”بخاراب ہمیں ہے میں ہم اُسے نینک گویاں دے بے ہیں تاک  
صلح آنام رہتا ہے“  
”مات ہنسنے قبل ہی اُسے کسی پستال میں منتفق کر دو“  
”ہم بھی یہ سوچ رہتے ہیں“  
”سوچو ہوت ... کر گزد ... فوری طور پر یہ“  
”بہت بترہ!“  
”اور آپ یہیں مارک کے انتظام کے لیے باہر جائیں گے“  
”میریا نے پوچھا۔  
”جانا بھی پڑھے گا!“  
”اب یہ مناسب نہ ہو گا۔ ہنچ دیر میں پولیس نے خاصی  
لچک پکڑ کر ہو گی اور آپ کا نام اس کے کافون تک پڑھا ہو گا!“  
”یہ بات تو ہے ”عمران نے پرنسپلیٹ پیسے کاہل مکروہی  
دیویل کچ سختا رہا پھر میریا پوچھا : ”یہاں کتنے دن ہیں؟“  
”تین عدد ہا!“  
”ایک ہی لائن پر ..... ۴“  
”ثین اک الگ لائن ہیں یہ“  
”میں تیلہ پاسے والد صاحب کو تلک کال رکنا چاہتا ہوں یہ“  
”ایک افسر و منٹ دائریکٹ ڈائیگ الگیں ہے“  
”واہ اکام بن گی یہ“  
”کیا تو پہنچا سبی میں دارالحکومت سے ہے“ گلیری نے مکرا  
لچکا۔  
”ہمیں والد صاحب سے پوچھوں گا کہ اگر میں مر جاؤں تو ہمیں  
وہ صدر تو پہنچنے کا ہے“ عمران نے بے حد سینگی سے کہا۔  
”اے تو کیا واحدی تھیں یہ خطرناک حالات ہیں“ میریا نے خوفزدہ  
میں پوچھا۔  
”ہماریں“ میریا نے لارڈ ایک کے اہلار میں شاون کو جھشت دی  
وہ میریا اُسے اس کمرے میں سے کئی تھیں جہاں قاتکٹ ڈائیگ والہ  
قا۔  
”غائب اب بھری موجودگی ضروری ہیں یہے“ میریا نے بیا اور  
کمرے میں پھوپھو رکاہر ہو گی۔ دروان سے نکل کر بھری قدم علی تھی  
یا سامنے کھڑکی نظر آئی اور میریا پاسے غصوں کیا کر جیسے دھاکے اپنی  
ہستے دیکھ رہی ہیں پوچھ۔  
”تم .... مسٹر پیٹ والد کو فون کرنا چاہتے ہیں“  
”میرا جمال سے کہم اس میں پھر بیادہ ہی دفعی ملکی ہو“  
”جوسیو بیرون اُن کا خاص خیال رکھتے ہیں“

سچانے میرا کی طرف دیکھا درود سر ٹارک رہی۔ عمران کی طرف  
اس کا دل کپشنا تھا، خواہش ہوئی تھی کہ دو پکڑ دیوار پر ہٹے اس  
نے جوں یا تھا کہ مسٹر میرزا نے سندھ بیس کرنی۔ ویسے دو بھی عمران  
کے بکے میں اس سے بے پھرنا رہتی تھی۔  
”تاب آپ کبیں جائیں گے؟“ میرا لئے حوالا کیا۔  
”جیسا تم لوں کوں، پلیس و الفل کے چل میں پالیں تو چھاتہ پوچھا  
”یہاں کوئی پوچھتے ہے؟ تو کہ دیکھنے کا تپ بیہاں موجود ہیں  
صیبیں۔“  
”اُن کی بیزتر ہے؟ اور رات کو دلار گھوست کھکھ جاؤں گا۔“  
”آج رات ایسیں شرط عمران اسے سمجھا بولا۔  
”کیوں؟“ عمران اسے گھوتا جھوپلا۔  
”آپ ہی تو پہلے سے تھے کہ آج رات کوہ فیصلن حملہ ریکھے۔“  
”تت... تتم... تم... مجھے کوئی ندک رہے ہو؟“ غراٹ  
خوفزدہ انداز میں کھلپا۔  
”اگر رات آپ بیہاں نہ جھتے تو وہ نہ پکڑا جائیں جس نے  
کیا کاش کی نشانی کی پے۔“  
”اے وہ تو بوكا ہٹ میں میں نے اُسے پکڑیا تھا۔“  
”پکڑ بھی ہو یہم کی درخواست کریں گے کہ آپ ٹھہریں۔“  
”مان جائیں اما۔“ میرا عارن کی طرف دیکھ کر سکرانا۔  
”مردا دیا!“ عمران کراہ کر رہا گیا۔ پھر کچھ دیر خاموش ہکر پولہ۔  
”ایک بات کھو میں آئیں جب ایسے حالات تھے تو موبیلہ عمران نے  
رکھ دالا کہ کتنے بھی کیوں بھی رکھتے تھے۔“  
”اپنی نتوں سے نفرت تھی۔“ میرا بولی۔ ”پہلے روپ میں میری  
نکر سے گزرابے ہو کر توں کو سندھ بیس کرتا۔ میں نے بھی اپنی مشورہ دیا  
تھا لیکن اپنے نہیں کہ کرتوں کے قرب سے موت پہنچے۔“  
”بھی کسی کہتے تو کہ نہ پہنچا ہو گا میںے پچھے ایک دست  
بھی کرتوں سے نفرت کرتے تھیں۔“ عمران نے شنیدی سانس لے کر کہا۔ ”یہ  
ہماری سیکھتے ان کی محبوسی کی ٹھانگ پکڑی تھی یا۔“  
”پھر جان پر رات میں گلداریں گے۔“ سچانے کہا۔ ”لیکن ہم  
یہس ماسکت اور کسیں کی تھیں لیکن ہمارے فریبم کیسے ہے؟“  
”میں فریبم کر سکتا ہوں بلکہ جسم کی کیمیہ ایک صاحب کی محبوس  
کے کرتوں کا سامنہ کرنا پڑے گا!“  
”ہم بھی جانتے۔ آپ نے فوج دلال بے تو آپ ہی فریبم بھی  
جیسے۔“ سمجھا درود ٹارک بوللا۔

تھویری کی بات کے دفعے کے اور میں سے ناٹش رہ رہا ہے۔ اگر میں لیں گی تو جو اڑاکھ دیے گئے تو تھویری میں ہے جو کالا لاٹا سامنے ہے۔ اس طرح یہ سچی شکار معلوم چلتے گا کہ وہ محترم کیاں کر رہا ہے پرورہ کوئی کوئی اکار عمان کے گا اور جسے کوچب چاپ پر کرے جائے گا؟ ”کمال پر عمان صاحبی، اپنے قدمیا بی کر دیتا، ”عما نے اسے دھکی دی تھی؟“

جرت سے کہا۔

”اچھا گیری بات بیس ہے تو پھر تھویری شمارت نے پولیس سے مدد لینا کیوں بیس پسند کیا تھا؟“

”اپ بہت بحراں کی باتیں کہ لیے ہیں، مژہ عمان!“ گل میر لے بیندگی سے کہا۔

”سب بھال شومن کے ناویں کا کوشش ہے!“

”شراک بوروا، میرے بیانے نقشی کی۔“

”ہاں ہاں، بھول جانا کیوں؟“

”لکھ پڑاں ہیں کیا رنا چاہیے؟“ بھادنے پوچھا۔

”چونکہ ان کا ایک آری پکڑا گیا اسے اب بھاگنے کا اور نیمن حمد پرستا ہے کیونکہ وہ اس سے پہلے ہی اس کو کھلی پر بلڈ وور چلا دیا۔“

”بیکی باتا پہلو!“ میر با شیرت سے کہا۔

”پھر لارکی بات پہلو پیلیے مسیو شیران دوسروی ذیکر سداد کے جو اس خزانے کے مالک تھے ملدا اب وہ خزانہ کسی کو بھی نہ ملنا چاہیے۔“

”سادا تم لفڑی اُس کی مالک ہیں۔“

”ہماری جھکڑتے کی تیرزے اُسے تباہ ہی جاننا چاہیے۔“

”بیکی منٹ! سجادتے تو اخاکر لیں، اپنے کہ رہے تھے اب جی دیکن حمد بکار!“

”اُن! اور تم لوگ اپنی بیڑتی چلتے ہو تو کل جگپر بہنا۔“

”اُنل جگ سے کیا مار دے؟“

”لیکن کہ آسمان کی خوبیوں میں ملے تو ان کا کام اس انہوں جا گا۔“

”بیکی سکھا جائیں!“

”ہوں تھا پتے کہ اب جی دیکن استھان کیں میں نہیں اس قابل ہی نہ رہنے دیں کہ تم مرا احتت رکسو کیلاں کو اس آری کی تھانی میں نوجہ گی جسے نہ لوگوں نے پکڑ کر بند کر رکھا ہے؟“

”اپ کا اتفاق میں ورنہ ہے عمان صاحب! لیکن گیس سے چاہ کے لیے کیا کریں؟“

”اپ کا اتفاق میں ورنہ ہے عمان صاحب!“

”شراک بورزا نہ بوتا نہیں مالک اور نہیں کی تھیاں، پس کرنے کا مشورہ فراہم!“

”میکن اپ خلیے میں ہیں،“

”م... میں بھول خلیے میں ہوں“ عمان کے چہرے پر پوچھا۔

”میکنے لگیں۔“

”یہ بات اس کے حلکے میں مشورہ پوچھی ہے کہ کس نے اُسے دھکی دی تھی؟“

”اے باب رے!“ عمان پیٹ پر باتا چکر پہنچا۔

”بلہ ایری شورہ ہے کہ اب اپنے ہوشیں بھی بھیٹے اور رات کوچب چاپ گھردہ اپنی چلیتے۔“

”ایہ نامہنی ہے کہتم لوگوں کو پریشانی میں چھوڑ کر میں واپس ہیں جا سکتا۔ اس آدمی کا حال ہے بے کپڑا اخنا۔“

”سجا گھر ان کو بتائے گا اُس نے کیا بیان دیا تھا۔ عمان بہت غور سے متاثرا ہو گیا اپنی ملجم ہوتا تھا۔ دودھ پالائے والی کو حصی کی قوموں پر... وہ بچج!“

”میں نے ہمارا سیکی کوں ایسی تھویری نہیں دیکھی،“ میر بیانے لہا۔

”اچھا تو چلاؤ اسی کیسا شے پوچھیں کہ کیا حاملہ ہے بلکہ تم لوگ پولیس کیوں نہیں مطلع کر دیتے؟“

”وکیس لامشوڑہ ہیں ہیں!“

”تو پھر وکیل نے کوئی چلک چلایا ہوگا،“

”ہمیں عمان صاحب اداہ ایسے نہیں پہنچے!“ میر بیانے لہا۔

”تو پھر وہ کوئی نہیں نہیں کہا جاتا ہوگا جبکہ اس نے کیا بات نہیں بتا تھا!“ جو وہ بڑا ہو گیا جسے پکڑا گیا اس نے کیا بات بھی نہیں تھی۔

”خدا جانتے ہیں لوگ تو سخت پریشان ہیں!“ میر بیانے لہا۔

”میرا خاکا ہے کہ کسی پوچھیدہ خرانے کا چکر ہے۔“ میر شہزادے بے حد پسسرار اُسی تھے۔ عمان لولا۔

”وہ دیوں ہی چونکہ رائے دیکھنے لگے اور وہ اختتام انہا میں ہیں کربلا۔“ چہ ناٹی بات...“

”بہ کچھ بھی لیں جانے مطہر عمان، ہو ساتھے اپ کا خیال درست ہو۔“

”خدا کی کسی شکلیں بھوکی تھیں،“ میر ساتھے وہ پنچے کو دو دھپالیاں ہوں گے دھپالیاں کا بھرپور بھروسے کا بھی کوئی جاہلیں پونڈ ورنہ بھگ و، وہ پھر انہا میں کیا فیضت ہو گی پالیس پونڈ ورنہ مسے کی!“

”وہ جیت سے عمان کو دیکھ جائے تھے۔“

”بات بکھر میں تھے والہ تھے!“

”اب اس سرنگ کے بچے پر ملائے دنگ کا میٹ کر داد، دیکھے دلے گے“

”دقت کمیں ہے۔ عرف کیا میں اصلیم ہو گا کہ تم سے کہے اسی لئے“

میں اس سلسلے میں اپنی نئی وصیت کا تھی؟ جو لیے تھے

بے پوچھا۔  
”عن... عنین ما فام...!“

جاؤ... وہ ناقہ پر کربول اور میرزا نیری سے اگے بڑھی جو لیا  
کا تدقیق اُس کے پڑھ کر پڑھ کر سکا۔

جو بیان دے پا اُس کے میں داخل ہو جو کوئی تلاش ایکن تم اولادی بیوہ پر گلکی۔

جو لیے تھے حد زد عرض کا حق میا خاکین عمران آپھل کری  
کے سوچی۔ جو بہت نیا نہ طیش میں اگئی تھیں میں کیسے کہستہ تھے

پڑھ کر اُس کے ذمہ میں ذمہ کریں سوالات جن کے حجاب چاہی تھی  
عمران سے کہا جائیج تھا کہ پھر کوئی کو علم کر لیتے کارہتے ہی بند  
بیوہ میں اگرنا۔ عمران بھی شاید اُس کے ذمہ میں کوئی پڑھنا رہتا۔ دفعتہ باقاعدہ

کربول؛ اصل مخالفات کا علم میسٹر کے خلاف کی کوئی ہیں حالاً لگجھے  
شہر زمان سے پڑھنے کا حکم کیسے ملتا تھا اور میں شہر زمان سے تربیت کی  
پوچھا تھا اُن کی تھی جو کہ کہے میں بھی بھی خالوم تھا۔

”درخواست پولٹ کر دو۔ جو لیے تھا اور اس طرح میں بھی بھی خالوم تھا۔“

”چھ اُس اُرمی کی بکار پر لفظ ہیں جسے اُن لوگوں سے بند  
ارکھے، عنین اُنکے پونچ کیے اُس نادبٹ پانگ اُنکے دی  
بھی۔“

”بیوہ تھم یوہ ہو جو اسی طرح میں بھی بھی خالوم تھا۔“

”عنین ہیں کوئی کھانا پختا۔“ عمران نے کوٹ کی اندرنی جب  
میں ناچھڑے ہر ہیں اُب اس کی تصدیق ہو گئی۔ بیوہ بھوپال  
اس نے دوڑھ پالن پول کی پیشی شہر زمان کی وجہ  
بیکھتے ہیں۔“

جیل گھوڑی دینک اسے گھوڑی پر جلوپاھا۔ لیلاش سے  
تم لے کر حعلوم کیا؟“

”یہ لگ۔ کیا ہے؟“ جو لیا اس پر نظر پڑتے ہی بھکانی۔

”اصل کافل اگر ان ہو جیے روشن پاٹھوں کو خونی سے ملائے اور دی  
ویسے کی غافی میں رکھا ہو تھا جیسا شیران کے وکیل سے ملائے کی  
کے ملقوف کا جیشت سے پیش کی تھا، اس پر ویسی سی کا کھکھل جھوپی  
بھی ہوئی تھیں جن پر شیران کی انگریزی کی نشانات تھے۔“

”یہاں حعلوم پے کر یہاں پہنچی سے شیران کی ایک بیوی  
میوند تھی۔“

”میں کیوں کھل جاؤں ہیں اپنے اخاں پے کر اس نے ابھی اُس کی  
تباہی نہیں کی۔ عمران نے اسے شوئنے والی تاریخ سے دیکھے ہوئے پوچھا۔

”بیوہ بھوٹے قدم پر کارڈنیہ ہوٹل کے سفری کا ہائی دریا اور عمران سر  
خیال ہے۔ میں اگے باریاں کے حوالے سے آگاہ رکنا تھا ہوں۔“

”وقت کہاں جا ہے تو کوئی اس کو کوئی تھنک ایکس نہیں لے جائے۔“

”ایکس لک اک اداز سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے جیسے کوئی لگھا اُدی  
کی طرف پوچھنے کا بوس لیے اس کا لفظ گھومن ہی کے پھرستے۔“

” عمران شہزاد تھیں مکاراٹ کے ماقبل لیا اور جو اپنے عضو ایکس  
چھڑھنے کر لی۔“

”بس غصہل نہیں تھا۔“ چلوبی دوسرے فون تکسلے جو  
تجھات بڑھ کتے ہے، عالم سرسی پوچھا ہے، خان داون ختم کر دیا گی  
کیلاش پر قاتماں نہ علیہ اُن لوگوں کا ہیمن ختم پوچھا ہے، اب بکھ  
کام کر رہی ہے، ابھی نہیں معلوم ہو سکا۔“

کوئی نئی حرکت کر پہنچنے کے؟“

”تم کیا کرتا چاہیتے ہو؟“

”حالت پر تھوڑے کی طرح کے اختلافات کروں گا، ہر حال آج

کی رات فیصلہ کرنے پہنچے کیونکہ احمد تے پٹھے جوانہ جا دیتے ہیں؟“

”کیا مطلب؟“

”پٹھے دنوں مددگاروں سے بھجا چڑھا چکے ہیں۔ ایک ان کے

ہاتھوں مارا گیا اور درخواست پور کر رونچوں پوچھا۔ اب شاید وہ خودی

اس مخالف کو پیش کرے۔ چل..... گئے دوسرے دون ٹکلے پل جو

جو لیا دروانے کے طرف پڑھ گئے۔

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

”میں لے اُسے غلط بات بتابت لکھیں۔ اُس سے کوئی تھا کہ وہ میر کی نالی  
ہوئی پہنچ کا ذوق اکافر تھا۔ اس میں اس فوٹو گراف کو دیکھ کر کسی تقد  
ہنس پر گئی تھی؟“

”اتھی نہیں کہ مٹھنگ کا وہ نام بھی تھا۔“ اسی سے کل لیا

جس سُن کر ساری نیزی کے مالک کے بیکٹ پونکھتے ہیں نیزی

ایک مکڑوں لا گرسا فوجوں۔ چار

آٹھ میوں پھر سچاہی کھقا۔ میں بہت

درستہ کے اس کے لڑنے کی تیکنک نہ پھرنا

رہا۔ بعد میں اس سے ملادات ہوئی

تو اس نے یہاں یا کہ وہ جوڑ دکر اسے کا

ماہر ہے۔ اس روز سے جوڑ دکر لڑ

سکھنے کا شوق جا گا۔ کتاب والا

کی کتاب آسان کرائے اور فن جوڑ

کی مدد سے میں شقیں سیکھے رہا ہوں

اور کامیاب ہوں (صفی حیدر)

بلایہ کی اُدراس میں سیلارڈیٹھا ہے اور دکھل دیا روزانے طلبی سن

لے دنوں کا یہیوں سے اُتھے اور اسی ساری میں دکھل کر کوئی صرف دو

تین میزیں آیا ہیں، وہ دعا سے سکھری ہی والی لیکن ہریزے کیوں

بیٹھنے کے اور دوڑے ناخوش گوارہ بھی میں کہا: ”اس طرح بلائے کا مقدمہ  
کچھ ہیں ہیں گا یا؟“

”صرف یہ دیکھا جاتا تھا کہ تھا ریگ نگران تو یہیں کی جا رہی!“

بیلارڈ نے جواب دیا اور دوڑے کے گھوٹ پوچھا ہے: ”یا کیسی مایوس تے

پاہیں کو مل کر دیے گے؟“

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

”تم کیا کرتا چاہیتے ہو؟“

”حالت پر تھوڑے کی طرح کے اختلافات کروں گا، ہر حال آج

کی رات فیصلہ کرنے پہنچے کیونکہ احمد تے پٹھے جوانہ جا دیتے ہیں؟“

”کیا مطلب؟“

”پٹھے دنوں مددگاروں سے بھجا چڑھا چکے ہیں۔ ایک ان کے

ہاتھوں مارا گیا اور درخواست پور کر رونچوں پوچھا۔ اب شاید وہ خودی

اس مخالف کو پیش کرے۔ چل..... گئے دوسرے دون ٹکلے پل جو

جو لیا دروانے کے طرف پڑھ گئے۔

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

”میں لے اُسے غلط بات بتابت لکھیں۔ اُس سے کوئی تھا کہ وہ میر کی نالی  
ہوئی پہنچ کا ذوق اکافر تھا۔ اس میں اس فوٹو گراف کو دیکھ کر کسی تقد  
ہنس پر گئی تھی؟“

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

”میں لے اُسے غلط بات بتابت لکھیں۔ اُس سے کوئی تھا کہ وہ میر کی نالی  
ہوئی پہنچ کا ذوق اکافر تھا۔ اس میں اس فوٹو گراف کو دیکھ کر کسی تقد  
ہنس پر گئی تھی؟“

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

”میں لے اُسے غلط بات بتابت لکھیں۔ اُس سے کوئی تھا کہ وہ میر کی نالی  
ہوئی پہنچ کا ذوق اکافر تھا۔ اس میں اس فوٹو گراف کو دیکھ کر کسی تقد  
ہنس پر گئی تھی؟“

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

”میں لے اُسے غلط بات بتابت لکھیں۔ اُس سے کوئی تھا کہ وہ میر کی نالی  
ہوئی پہنچ کا ذوق اکافر تھا۔ اس میں اس فوٹو گراف کو دیکھ کر کسی تقد  
ہنس پر گئی تھی؟“

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

”میں لے اُسے غلط بات بتابت لکھیں۔ اُس سے کوئی تھا کہ وہ میر کی نالی  
ہوئی پہنچ کا ذوق اکافر تھا۔ اس میں اس فوٹو گراف کو دیکھ کر کسی تقد  
ہنس پر گئی تھی؟“

”خوب! ایں تھاری غلبیاں!“

”تم بار بار غلبیوں کا حوالہ نہ پہنچے ہو، بھی غلبیاں؟“

”پہلی غلطی تو کہ تم گزندیکے بیسے اُبھیں میں یہ شہر کی داد

خواری جھوٹ جھوٹ میں جو اس کے پاس ہیں۔ دوسرا غلبی یہ کہ خان دادر

سے اُن پیشکش کے بائی میں قصیل بات کر دیا۔“

مکاری لے ترلئے ہوئے اڑکنے کو نہیں آؤں گا اور کچھ لئے بڑے  
بھی ہیں جس کے دریمان باولتے سے سوت والی پینٹاگ بسائیں پھیال جا  
سکتے ہیں ” یہ اب بتاہی ہو۔“ بیماراڑ پختا کر بولا۔ تم اس ہمکی اپنارج  
تھیں اور نہ..... ”  
” میں کچھ بھول مانی پر فاک ڈالو میں نے بہت احتفاظ کے قدم  
املاکے تھے اس مذہب کی کاس بھولوں سے شادی تھک کر دالیں اسی لیہ  
پر کام کوٹھی میں منتقل قیام کی صورت پیدا ہو جائے اور میں خاتونشی  
سے وہ پینٹاگ حاصل کر لوں۔ یہ احتیاط اسی لیے تھا کہ لمبیں بھاں کا غیر  
مراہ رسال حکمت میں ”تجھے لے۔“  
” اور اسی احتیاط سے شہزاد کو پہنچا رکر دیا۔  
” پھر دی بھارک دیا۔ ایک دم بھرک اٹھی اور سیلانہ نے دیر کو  
اشناز سے لے کر کافی کیے ہے۔ پھر اس کا ٹھیک جائے پر روزانے دے لے۔ ”  
بھی چوچ میں نے اس دو دن میں کام کیا ہے اور رات بھی کے لئے پر  
کر کھی میں تھوس کا اونٹھوں ہی میرے ساتھ ہو گی۔ بیمار نے نکل کر اپنی لائی  
کار فرخ کرنے کی، جیسے میری گاڑی میں ملیجھ جانا ہے۔  
” کس طرح گھومنے گے؟“  
” بھاں میکولی فارلو والی ہے۔ اگر تھل کے سوارخ سے بھی مہولی سا  
جمگی طرح کرے میں داخل پورا جائے تو ناسیں یعنی والے بھے حس و حکمت  
پورا جائیں گے۔ صرف تینیں منٹ ہیں تو کھٹک کے حملے حصوں میں پھیل جائیں۔“  
” بھاں میکولی فارلو والی کاں سے دستیاب ہو گیا؟“  
” بھلکت کے دو چھوٹے ساندر بھرے میں سے باہر کھڑکے ہو سکتے ہیں۔“

”بُس دیکھا...“ وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔ خاتر کے اندر پایا جانے والا کوئی فراپنی جگہ سے ہیں بھی نہیں سکتے گا“  
”میں کویک سنتی میری کا ایک ساندھ رائیک ہزار مرلٹ میر کے رقبے کیلئے کافی رہتا ہے۔“ نذرانے پا۔  
”میں؟“ رولانے سوال کی۔

”بھاں! آخری حرب“  
 ”یعنی نہارت کی نئی ران وہ اندر بیٹھے اور تو کرتے نہ ہوں گے؟“  
 ”میرے جانے کیا ہڑو دست ہے، تم خود جا سلسلہ تکی سے  
 ”سب سے بڑی و شواری یہی سے کہ عمارت کے اندر ہی سے  
 ”خاؤ، ظاہر ہے کہ ادھرے تو داخل پہنچا ہے، سامنے ہی کے چلان پڑیگا۔“  
 ”پاتون میں دفعت کیوں فاش کریں یہی چل، چل اترے ہو۔“

متوان کرتے ہیں اسی یہ دل نام مکن ہو جاتا ہے۔ الباہرہ رنگان کرتے ہر تو نبھیں کتابوں آپکے ہتھے؟ ”یہ ان لاستون پونفرا کرتے ہی ہوں گے جسے گور کوں

عمارت نہ کچ پٹھ ملنا تو ”  
” جلد سے میں کام کی ابڑا کروں گا اور ہر سے عمارت کے اندر  
سینے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔“

پھر وہ بڑی کافی نے تباہی اور خاموشی سے پینے رہے۔  
خود میں دیرینہ بہر نکلے اور کاڑی میں بیٹھ گئے۔ روزانے کی کاڑی میں دیں  
چھوڑ دی تھی۔ سیلانار خود ہی اپنی کاڑی میں دیڑپوڑ کر رہا تھا۔ روزانے کی پھر  
دیرینہ گھومنی کی کہ کہدا سارستے پرتوہبیں جا رہے چوکی کی طرف جاتا  
ہے۔ اس کے استھنا پر سیلانار نے تباہی کے عقب  
میں پہنچ گئے۔ کہ کہ کاڑوں کا باندھ خود کے سوکی لئے تباہ کرنے مکبر

علیٰ چ

یعنی ان لاکسوں پر نظر ہے جی کہ جسے درج کرنے والے  
عمرت نہ کچھ سلنا ہو۔  
”جذبہ سے میں کام کی ابتدائیں کا ادھر سے عمرت کے اندر  
پہنچنے والی راستہ ہیں یہیں ہے۔“  
پھر وہ ریکارڈ کی طرف آیا تھا اور وہ خاموشی سے پیٹے رہتے  
تو ٹوڑی دیوبندیاں نکلے اور کاراڑی میں بیٹھ گئے۔ روزانے اپنی کاراڑی میں  
چھوڑ دیتے تھے۔ سیلار خود میں اپنی کاراڑی میں فرائید کر رہا تھا در دن ان کے  
دیوبندیوں کی کہداں راستے پر ٹوپیں جا رہے جو کوئی کی طرف جاتا  
ہے۔ اس کے استھنا پر سیلا دردست تباہ کیا کہ دادا اس طرف کوئی کی عنت  
کے پتے استھنا رکھتے تھے۔

میں کسی ملکا اب بھاری ہی ذات تک خود دشمنی رکھے، بیان  
کے مکمل صراحت اسے ہی اسی شن گن پالی ہے۔  
اس کے باوجود سی تم ایسا کہہ رہے ہو جلد ہمارا تقاض بھی کسی  
نے جیسی کیا!

یہ حقیقت پر اپنے بھی بھی ایسا ہی محسوس ہتا ہے:  
تم دپول کا شکار ہو گئے ہو۔ ذہن کو حفاظ نہ کر کام کر دے  
اویز دے وہ کوئی بھی نہیں۔

بُلْ خَمْرَكِرْدِهِ رُوْلَنْ بَلْ تَقْتَاصَارْكِرْلِهِ، قَمْنَسْ أَيْجَ كَوْلَنْ فِنْسَلْكِنْ  
ذَنْمَ الْعَلْكَنْ كِبَاتْ كِتْهِيْهِ ۝

مِيْنَ بِنْجِنْ مِيْ بِنْ، شَدِيدَ بِنْجِنْ مِيْ بِنْ بِنْ شِمْنَنْ مَفَاعِيْلَ بِلِسِنْ كِو  
أَنْ مَالَاتْ سَهَاهَ بِنْسِنْ سَرَكَتْ تَقَيْنِنْ آنَ وُكْونَ كِوْلَنْ بِهِلَبَتْ جَوْبَ أَسْ  
لُوْشِنْ بِهِنْ قَيْنِمْ مِيْنِ، كِلِيلَاتْ تَنِنْ آدِمِيْ كِوْلَنْ بِهِنْ تَسْتَهِيْهِ، آنَ مِنْ مِهِ  
لِيْكَ بِكَوْلَانْ بِكِيْنْ آنْ كِلِيلَاتْ بِهِنْ كِوْلَنْ بِهِنْ كِيْ، آخِرِيْكُونْ بِهِنْ تَهْمَهَهِ  
بِيَانْ كِهِ طَابِنْ بِيِسِيْ مَاتِتْ كَاوَلُونْ وَجَوْدَ بِنْسِنْ تَخَاهِيْلَهِ بِيَانْ آسْ كِلِيلَ  
شِيرَانْ بِيْ كِهِ توْسَطِهِ آلِيْهِ، الْكَسِيْ لِيِسِيْ اِبْنَتْ كَاوَلُونْ تَوْدَهِ قَمْنَسْ  
هَرْزَدَشِيْلَهِ تَرْكَاتْهِ ۝

بِرْ كِيْسِنْ آنْ كِهِ سَنْغَافَالْ حَارِيَهِ كِهِ سَنْتَاهِيْلَهِ مُولِنْ

اور بیری میں بتاچلی پر ہوں کرو کہ اسی نیتی تک کوئی بیس رکھ سکتا تھا کہ روگوں سے خوبی دے دیجے تو مرکب تہذیب تخلیق کے امکانات پر خود کستہ دیسے میں لین.....”

لکھتے ہیں کہ ناک شیرن تمہاری حقیقت سے آگاہ ہو چکا۔ اُس کے  
توان کرنے کیلئے جو اپنے قدم بھی درست کرنے ہے ॥  
قریب کا بیڑ شہر کو تغیرتیں پیش کر سکا ॥  
اس سے کئی تیسری پالیں کا وجہ دیافتہ پہنچنے سے جو مسلطے  
پوری بات کرو ۱۰۷ ۸۔ سلارڈ جھیل کے پولہ۔  
اور اس نے کلی چیزوں کو ظرف نہ کر دیا۔  
تم جاؤ ۱۰۸ سلا روٹے لایا سایر سے کہا۔ میں نے تو کبھی اس  
کو کوئی سیں قسم بھی پہنچ رکھا ॥

